تعلیمات اسلام کا علمبردار دینی و علمی ماہنامہ
الحق
سرپرست
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق مدظلہ
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، پشاور، پاکستان

مقاصد علوم اسلام کی ترویج، اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی جدوجہد، عصر حاضر کے فکری و نظری فتنوں کی سرکوبی، حق کا دفاع، اصلاح معاشرہ و معروفات کا فروغ، منکرات پر تنقید، ملت کو درپیش علمی، سیاسی، سماجی، معاشرتی اور معاشی مسائل میں کتاب و سنت کی ترجمانی، تحقیقی مقالات فقہی و علمی مضامین، عالم اسلام کے حالات، فتنہ مغربیت کا تعاقب، پرمغز اداریئے، تبصرہ کتب، معیاری ادبیات، دارالعلوم حقانیہ کی ترجمانی، سیاست اسلامی اور حکومت الٰہیہ کا منادی، ملک و بیرون ملک مسلمانوں کے ہر طبقہ میں مقبول، ہر شمارہ عالم اسلام کے چیدہ اور جید اصحاب علم و فضل کی فکری کاوشوں کا حسین مرقع، معیاری کتابت و طباعت، اعلیٰ کاغذ، بہترین ٹائیٹل۔ سالانہ چندہ ۱۲ روپے، غیر ممالک ہوائی ڈاک سے تین پونڈ بحری ڈاک سے دو پونڈ۔

الحق کو دنیائے علم و صحافت کا خراج تحسین

چند خطوط، تحریری تاثرات سے اقتباسات

الجمعیۃ دہلی ۔ علمی جواہر پاروں سے آراستہ۔ تسکین حیات اور ہمہ گیر جذبہ کی متحرک تصویر (مولانا محمد میاں دہلوی)۔ **ماہنامہ دارالعلوم دیوبند** ۔ پاکستانی جرائد میں الحق کو ایک نیا اور خاص مقام (ازہر شاہ قیصر)۔ **ماہنامہ برہان دہلی** مولانا سعید احمد اکبر آبادی۔ علمی بھی دینی بھی، جدید کے فکری فتنوں پر تنقید بھی، ادبی چاشنی بھی۔ **صدق جدید لکھنؤ** (عبدالماجد دریابادی) مذہبی علمی، دلچسپ، شگفتہ، وقیع، بلند معلومات، پھر خشک اور زاہد مرتاضانہ بھی نہیں، الحق کو تجربہ کے لئے کھولا تو دل لگ گیا۔ **الفرقان لکھنؤ** الحق نے اس راہ کے تجربہ کاروں کو مات کر دیا۔ **روزنامہ جنگ پاکستان** ۔ الحق عالم با عمل بنانے میں ممد و معاون۔ **شہاب لاہور** (مولانا کوثر نیازی) جدید مسائل پر دور حاضر کے متبحر علماء کے تبرکات اور ظاہری دلآویزی بھی۔ **فاران کراچی** متجددین مغرب زدوں کے افکار باطل کی تردید (ماہر القادری)۔ **فردا تہران ایران** ۔ الحق ہمہ پہلو مطالب، موضوعاتی از زندہ در علوم اسلام۔ **ماہنامہ وحید تہران** ۔ از مجلہ ہائے معتبر و مفید پاکستان، مادی مطالب سودمند۔ **امروز لاہور** اس قدر شگفتہ اور شستہ زبان کہ ملک کے چوٹی کے دینی رسالوں میں شمار ہو۔ **الاعتصام لاہور** تنوع نمایاں محنت ظاہری و باطنی خوبیوں کا مرقع۔ **قاری محمد طیب دیوبند** (ایک اداریہ کے بارہ میں) انشاء و ادب بھی ماشاء اللہ زبان اور سلاست بیان بھی قابل قدر اور لائق صد تحسین (یہ اداریہ میرے لئے) دستاویز بن گیا ہے۔ **مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھنؤ** ۔ الحق دیکھنے سے ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مرض کی صحیح تشخیص کر لی ہے، ندوۃ العلماء کے اساتذہ و طلبہ استفادہ کرتے رہتے ہیں، خصوصاً اداریئے بہت ہی جاندار ہر دل وید کا صحیح مصداق ہیں۔ **مولانا محمد میاں دہلوی** سرکوف شاندار ماضی، اعلاء حق فریضہ مسلم ہے طبیعت چاہتی ہے کہ الحق کی بھی کچھ خدمت کروں۔ **مولانا ابوالوفاء افغانی حیدر آباد دکن** ۔ ماشاء اللہ بہت ہی … **مولانا زکریا شیخ الحدیث سہارنپوری** ۔ دارالعلوم اور ماہنامہ الحق کے لئے ہر نوع ترقیات سے نوازنے کا دعاگو ہوں۔ **مفتی محمد شفیع دیوبندی** ۔ الحق وقت کی ضرورت۔ **مولانا عبداللہ درخواستی** ۔ الحق نام بھی عجیب ہے … پر چلنے اور رہنے کی دعا کرتا ہوں۔ **مولانا عبیداللہ انور** ۔ الحق ہندوستان کے معارف اور برہان کی کمی کو پورا کرے گا۔ **مولانا ظفر احمد عثمانی** ۔ الحاد، تحریف، تجدد کے خلاف مضامین الحق میں بھیجا کروں گا۔ **علامہ محمد یوسف بنوری** ۔ اداریہ پڑھ کر دل سے دعا نکلی بے حد مسرت ہوئی اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ **علامہ شمس الحق افغانی** معیاری پرچہ کے اصول پر پورا اور معیاری ادبیت کی راہ پر گامزن۔ **مولانا محمد زکریا بنوری** مضامین کا گنجینہ خصوصاً نقش آغاز بار بار اور غور سے پڑھنے کا۔ **زیڈ اے سلہری** ۔ اسے علم کا خزینہ سمجھتا ہوں۔ **ڈاکٹر حمید اللہ پیرس** ۔ الحق بھیجنے کا ممنون ہوں۔ **نعیم صدیقی** ۔ ٹھوس علمی سرمایہ اور گرد کے تقاضوں سے زنگار … کارد … قابل استفادہ رسائل میں بطور خاص شامل۔ **پروفیسر حسن عسکری** ۔ دین کی مدافعت کا کام انصاف و اعتدال کے ساتھ اس کے برابر کوئی اور رسالہ نہیں پہونچ سکتا، حق بات کے بے خوف اداریئے۔ **حکیم محمد سعید** … اسلام کے مختلف پہلوؤں تعلیم سیاست تاریخ قرآن و حدیث کا جامع۔ **انعام اللہ خان مؤتمر عالم اسلامی** ۔ الحق مسلمانوں اور عالم اسلام کی بڑی خدمت کر رہا ہے، موثر کامیابی کی دعا۔ **قاضی عبدالصمد سربازی** بصحیح … منصب کا عملی جامہ ہر طبقہ کے لئے مفید اور کارآمد۔ **حفیظ جالندھری** ۔ الحق میں بہت کچھ ان مسائل کے بارہ میں موجود ہے جو ہم سب کو طبقہ کا درد کرنے والوں کو درپیش ہیں۔ **ڈاکٹر سید عبداللہ لاہور** عقائد … میں، آپ نے آثار کا بہت عمدہ مجموعہ فراہم کر لیا جو آگے چل کر دینی مقاصد کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

○ ماہنامہ الحق ○ دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور پاکستان

اے۔بی۔سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہٗ دعوۃ الحق

فون نمبر دارالعلوم ۔۴ | قرآن وسنّت کی تعلیمات کا علمبردار | فون نمبر رہائش ۔۲

جلد نمبر : ۱۱
شمارہ نمبر : ۹

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

رجب المرجب ۱۳۹۶ھ
جولائی ۔ ۷۶ ۱۹ء

مدیر : سمیع الحق

اس شمارے میں

بدل اشتراک

پاکستان میں سالانہ بارہ روپے ۔ فی پرچہ : ایک روپیہ ۲۵ پیسے
بیرون ملک بحری ڈاک ایک پونڈ ۔ ہوائی ڈاک دو پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس سے چھپوا کر دفتر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسرائیل کی بین الاقوامی قزاقی

اسرائیل نے اپنے یرغمالیوں کو چھڑانے کیلئے یوگنڈا پر جس جارحانہ انداز میں حملہ کیا اور جس بے حیائی سے بین الاقوامی قزاقی کی ظالمانہ مثال قائم کی یہ یہودیوں کے اُس کردار کے عین مطابق ہے جسکی قلعی صدیوں قبل قرآنِ کریم نے کھول کر رکھ دی ہے ظلم و سفاکی، احسان فراموشی، وعدہ خلافی اور غداری ان کا قومی شعار رہا ہے مگر کیا یہ سب کچھ مسلمانوں کے لیئے نظر انداز کر دینے کی باتیں ہیں۔ اور یہ کہ عالمِ اسلام ایسے عالمی جارحیت پر ایک نگاہِ غلط انداز ڈال کر بے فکر ہو جائے ؟ اسرائیل نے قبلۂ اول کو ہتھیا لیا، مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی، مسجد ابراہیم کی توہین کی، اسلامی ممالک پر جارحانہ حملے کیئے مدینہ اور مکہ پر یلغار کرنے کی وارننگ دی مگر کیا یہ سب کچھ دیکھ کر بھی عالمِ اسلام ٹس سے مس ہوا۔ ؟ اور اب یہ واقعۂ ہائلہ بھی جو یہودی جرأت، ڈھٹائی اور نظم و ضبط کے لحاظ سے سقوطِ بیت المقدس سے کم ہولناک اقدام نہیں ـــــ مسلمانوں کی بیداری اور عالمِ اسلام کا اپنے صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کیلئے کافی نہیں۔ ؟ لیکن عملاً ہماری حالت کیسی ہے ؟ اتحاد اور یکجہتی کی ضرورتوں کا احساس، سربراہ کانفرنس کے انعقاد اور یاد منانے کے باوجود ہمارے باہمی افتراق اور انتشار کا جو عالم ہے وہ ہر لحاظ سے تشویشناک نتائج کا حامل ہے۔

سوڈان میں اندرونی بغاوتیں ہیں اور اس کا ذمہ دار لیبیا کو قرار دیا گیا ہے۔ لبنان میں مسلمان ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔ شامی اور فدائی مسلمانوں کا ایک دوسرے سے متصادم ہونا لبنان میں سامراج کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اور عرب اتحاد میں موجودہ صورتِ حال نے رخنے ڈال دیئے ہیں، الجزائر اور مراکش باہم دست و گریبان ہیں اور اب یوگنڈا کے واقعہ میں کینیا کے شرمناک کردار نے افریقی اتحاد کی تنظیم میں بڑے بڑے شگاف پیدا کر دیئے ہیں۔ گو اسرائیل کی پشت پر اس منصوبہ میں بھی دشمنانِ اسلام کی بھرپور مدد، وسائل اور پلاننگ شامل رہا۔ اور کچھ اپنوں نے بھی غداری میں عار محسوس نہ کی اور جس بے حیائی سے صدر فورڈ نے اسرائیلیوں کو داد و تحسین سے نوازا اس نے سفید فام امریکی سامراج کی اسلام دشمنی اور انسانیت دشمنی کو اور بھی واضح کر دیا ہے، اسرائیل برطانیہ کا "حرامی بچہ" ہے اور امریکہ کو اسکی کفالت و حفاظت سونپی گئی ہے۔ روس اس کو تازہ

خون اور توانائی دینے میں پیش پیش ہے۔ اور ان سب کے مشترکہ مساعی سے یہ بچہ عفریت بن کر ایک ارب مسلمانوں کو دعوتِ مبارزت دے رہا ہے، کیا یہ تمام حوادث، اس کے محرکات اور آئندہ عزائم عالمِ اسلام کو فیصلہ کن اقدامات، منصوبہ بندی اور حقیقی اتحاد اور حتمی فیصلوں پر مجبور نہیں کر سکتے۔؟ اور کیا ایک ارب کی یہ بھیڑ اب کسی منحوس صبح کو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے بارہ میں بھی "اینٹی بی" جیسی شرمناک اور ہولناک خبروں کی منتظر ہے۔؟ (ولا فعل اللہ ذالک) اس ابتلاءِ عظیم میں مکہ اور مدینہ کی عظمتوں کا محافظ، ربِ کائنات اور امتِ محمدیہ کو خلعتِ مجد و شرف سے نوازنے والے خلاق علیم کا معاملہ محمد عربی کے نام لیواؤں سے وہی ہوگا جسے ہم اپنے لئے منتخب کریں گے کہ عروج و زوال کے اصول فطری ہیں اور ولن تجد لسنتہ اللہ تبدیلا۔

ہفتہ اقلیّت

پچھلے ماہ حکومت نے اقلیتوں کا ہفتہ منایا اور اس شان بان سے کہ گویا پاکستان کوئی سیکولر سٹیٹ ہو نظریاتی مملکت نہ ہو جہاں تک اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں کے حقوق کا تعلق ہے اس کی اہمیت اس سے لگائی جا سکتی ہے کہ اسلام انہیں اقلیت سے نہیں اہل ذمہ سے پکارتا ہے۔ کہ ان کی عزت و آبرو جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کی اہم ذمہ داری ہے۔ لھم مالنا ولا علیھم ما علینا۔ شریعت غرا نے اہلِ ذمہ کے جزئی سے جزئی حقوق کو بھی متعین کر دیا ہے، اور فقہاء نے انہیں اتنا منقح اور واضح کر دیا ہے کہ کوئی غیر مسلم قوم بھی کسی اقلیتی طبقہ کے ایسے غیر مبہم حقوق پیش نہیں کر سکتی، اس بارہ میں نہ افراط ہے نہ تفریط، فقہ کی کوئی ابتدائی کتاب اٹھا کر بھی یہ سب کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں عملاً عالمِ اسلام میں اقلیتوں کو جو مقام حاصل ہے۔ غیر اسلامی دنیا کا مسلمان اقلیتوں سے شرمناک اور غیر مہذب سلوک سے اس کا موازنہ کر کے تفاوتِ مشرق و مغرب معلوم کی جا سکتی ہے۔ دنیا کی مسلمان اقلیت کی حالت زار مسلمانوں کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ: وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیاً واجعل لنا من لدنک نصیرا۔

اسلام روشن خیالی رواداری اور مساوات کے پُر فریب نعروں کی آڑ میں اور وقتی سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر عملاً مسلمان اکثریت پر غیر مسلم اقلیت کو مسلط کر دینے کا بھی روادار نہیں نہ وہ اقلیت کو مسلمانوں کے اخلاقی، معاشرتی اور نظریاتی حقوق پامال کرنے کی اجازت دیتا ہے، نہ کلیدی مناصب پر تسلط کا حق نہ وہ جائز حقوق کے علاوہ کسی استحصال اور غضب و نہب کا روادار ہے۔ وہ حقوق کے ساتھ فرائض اور کچھ پابندیوں کا بھی اہل ذمہ کو پابند بنانا چاہتا ہے۔ یہ نہیں کہ غیر مسلم شہری اکثریت کے ایمان و عقیدہ پر علی الاعلان ڈاکہ ڈالتے پھریں۔

ارتداد کی سرگرمیاں روز افزوں ہوں اور مسلمان بچوں کی تعلیم گاہوں اور دیگر اداروں کو اپنے مرتدانہ مساعی کا آماجگاہ بنائیں صرف عیسائی مشنری کی رپورٹوں کو ملاحظہ کیجئے جنہیں پاکستان کی سرزمین ساری دنیا میں ارتداد کی سرگرمیوں کے لئے زرخیز ترین نظر آرہی ہے۔ اور ان کے اعداد و شمار کے گراف بڑی تیزی سے بڑھتے جا رہے ہیں، بہائی فرقہ علانیہ اسلام کے بنیادی نظریات اور عالم اسلام کی سلامتی و استحکام کے خلاف دندناتا پھر رہا ہے۔ اور بادشش بخیر قادیانی جو ڈنکے کی چوٹ اپنے آپ کو اقلیت میں نہیں اکثریت میں محسوب اور اسطرح آئین اور قانون کے منہ پہ نہایت ڈھٹائی سے تھپیڑ رسید کر رہے ہیں، ان کا امام ہر خطبہ میں علی رؤس الاشہاد حکومتی اعلانات پہ خندہ استہزاء اڑا رہا ہے۔

ایسے حالات میں کسی مسلمان سٹیٹ کا اقلیتوں کے صرف حقوق کا راگ الاپنا اور فرائض اور حدود کار سے صرف نظر کر دینا نہ ملک و ملت کی خیر خواہی ہے، نہ مسلمانوں کے حق میں ایسی پالیسی اصابت رائے تدبر و بصیرت کی غماز ہے محترم وزیر اعظم صاحب نے ان اقلیتی تقریبات میں اقلیتوں کے خلاف سازشوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر وہ یہ نہ بتا سکے کہ یہ سازشیں اقلیت کر رہی ہے۔ یا اکثریت، اور اکثریت کو کیا پڑی ہے۔؟ نہ وزیر اعظم نے قادیانی اور عیسائی مشنریوں کا عالمی سطح پہ مسلمانوں کے خلاف گھناؤنے کردار اور سازشوں کیطرف کوئی اشارہ ضروری سمجھا ہے۔ اس ضمن میں بار بار قومی اتحاد کا بھی ذکر کیا گیا ہے اتحاد اور یکجہتی مسلّم ہے، مگر مسلم ہندو سکھ عیسائی کا اتحاد اگر "قومی" کہلا سکتا ہے۔ اس لئے کہ کسی ایک ملک نے انہیں اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے۔ تو آج تک اُن بزرگوں اور مشائخ اسلام کا نام لینا بھی کیوں گالی سمجھ لیا گیا ہے۔ جنہیں ہم بزعم خود ایک قومی نظریہ کے مؤید ہونے کا ملزم گردانتے ہیں ؎

تمہاری زلف میں آئی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں ہے

کاش! ہم اپنے قومی و ملی مصالح کو سیاست کی وقتی دیوی کے قدموں پر اس بے دردی سے قربان نہ کریں

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اور حکومت

عرصہ سے پاکستان میں اسلامی تعلیم و تربیت اور وراثت قرآن و سنت کے علمبردار اور محافظ، مدارس عربیہ کو سرکاری تحویل کے ظالمانہ چھری سے ذبح کر دینے کی افواہیں اڑ رہی ہیں، اور اب گوجرانوالہ کے مدرسہ نصرت العلوم کی عمارت اور جامع مسجد کو معمولی سیاسی رنجش اور اختلاف کی بناء پہ اس چھری سے ذبح کر دیا گیا ہے اور یہ درحقیقت ایک ٹسٹ ہے جو ایسے اقدامات کے بارہ میں مسلمانوں کے عمومی ردعمل

معلوم کرنے کیلئے لیا جارہا ہے۔ مگر بحمد اللہ مسلمانوں نے حسب توقع اس امتحان میں سرخروئی حاصل کرنے کی ٹھان لی ہے احتجاج اور مظاہرے جاری ہیں، گرفتاریاں کی جارہی ہیں اور تحریک کو مدرسہ کے واگذار ہو جانے تک جاری رکھنے کا عزم بھی ظاہر کیا گیا ہے۔

یہ کسی ایک مدرسہ کا سوال نہیں بلکہ درحقیقت برصغیر میں دو سو سالہ اسلامی مساعی کی حفاظت یا بربادی کا مسئلہ ہے چودہ سو سالہ وراثت علم و ہدایت کی حفاظت یا ضیاع کا سوال ہے۔ اگر یہ رہے سہے شعائر دین اور آثار اسلام بھی اقتدار کی بھینٹ چڑھ گئے تو یہ ملک خدانخواستہ اندلس اور سمرقند و بخارا سے مختلف کسی انجام کو نہیں پہنچ سکے گا خدا اس روز بد سے ہمیں محفوظ رکھے اس وقت مدارس عربیہ کی حفاظت اور دفاع کیلئے علماء حق، عامۃ المسلمین اور ارباب مدارس کو بھرپور جوش و جذبہ اور مومنانہ ولولہ اور جرأت کے ساتھ قانون کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلام کے ان قلعوں کی حفاظت کیلئے میدان میں اترنا چاہیئے وہ قلعے جو انسانیت کے کارخانے ہیں وہ حصار جن کا ایک سرا نبوت محمدیؐ کے دامن سے وابستہ ہے، اور دوسرا سرا انسانیت کے رشد و ہدایت اور امت کے صلاح و فلاح سے۔ اگر تعلیم اسلامی اور تربیت دینی کے یہ نقوش بھی مٹ گئے تو مسلمان معاشرہ میں اخلاق و یقین اور ایمان و عقیدہ کی کوئی روشنی چراغ لیکر بھی ہمیں نہ مل سکے گی۔

اپریل ۱۹۷۶ء کے آخر میں بھارت میں مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہجہانپوریؒ سابق صدر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند ۹۶ سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے، وہ مدتوں دارالعلوم کے صدر مفتی رہے زندگی تدریس تصنیف اور افتاء جیسی خدمات جلیلہ میں بسر ہوئی، فقہ اور فتاوٰی کے علاوہ انہیں علم حدیث اور فن اسماء الرجال سے بھی گہرا شغف رہا علم و فضل کے ساتھ شعر و سخن کا بھی ذوق تھا۔ آپ کے علمی حسنات میں۔ امام محمد شیبانیؒ کی وقیع کتاب " الحجۃ لاہل المدینۃ " جو آپ کی تحقیق اور تعلیقات سے دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ قلائد الازھار دو جلدوں میں اور محلی لابن حزمؒ پر رسالہ السیف المجلی " بھی آپ کے آثار علمی میں شامل ہیں۔ آپ کی وفات سے جماعت دیوبند ایک محقق عالم مصنف اور فقیہ اور جید الاستعداد صائب الرائے مفتی سے محروم ہو گئی ہے۔ حق تعالیٰ اس خلاء کو پُر فرمائے اور مرحوم کو مقامات قرب، رضا اور درجات علم و فضل پہ فائز فرمادے۔

---

۲ / جون ۱۹۷۶ء کو برصغیر کے ایک اور بزرگ شخصیت نے بھی مسلمانوں کو داغ مفارقت دیا۔ مولانا محمد عثمان فارقلیط ایڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ کا دہلی میں انتقال ہوا۔ آپ عمر بھر صحافت اور اسکے ساتھ سیاست و مناظرہ وغیرہ کے دائروں میں مسلمانوں کی خدمت اور ترجمانی کرتے رہے، ان کی قومی و ملی خدمات کا سلسلہ بے حد وسیع تھا خدا انہیں جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی لغزشوں سے درگذر فرمادے۔ واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق

عکسِ تبرکات و نوادر

مشاہیر کے خطوط

حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب دیوبندی

بنام: مولانا عبدالحق شیخ الحدیث

۷۸۶

برادر مکرم محترم جناب مولوی عبدالحق صاحب زید عنایتکم

بعد سلام مسنون آنکہ میں نے دو عریضہ ارسال کئے
مگر افسوس ہے کہ آپ نے ایک کا بھی جواب نہ دیا۔
خیر مضی مامضی اسوقت باعث تحریر یہ ہے کہ
میں نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اسکو پورا کیا مگر آپ نے
پہلو تہی فرمائی گذشتہ سال جناب مہتمم صاحب کو
توجہ دلا کر اور پرزور سفارش کر کے آپکو چند
اشخاص پر ترجیح دلا کر خط میں نے بھی لکھا اور
حضرت مہتمم صاحب نے بھی یاد فرمایا مگر آپ نے وقت کو
گذار دیا اور تشریف نہ لائے اب بھی آپ کو حضرت
مہتمم صاحب نے خط لکھا اور میں نے تشریف آوری کا
وعدہ بھی فرمایا محرم و شوال گذر گئے اور آپ نہیں
آئے اسلئے مجھکو نہایت شرمندگی ہوئی

بنابراں یہ عریضہ ارسال خدمت ہے آپ اسکو تار سمجھیں
اور دیکھتے ہی فوراً روانہ ہو جائیں تنخواہ کی کمی
بیشی کا کچھ خیال نہ فرمائیں اسوقت بھی مناسب
تنخواہ پر آپ کو رکھ لیا جائیگا اور ان شاء اللہ تعالیٰ
جلد از جلد آپکی ترقی کرا دیجائیگی ایسا وقت پھر
ہاتھ نہ آئیگا آپ کو اعلیٰ اور وسطی درجہ کے
اسباق دیئے جائینگے اور اگر آپ کسی امر کا اندیشہ
فرمادیں آپکے مصروفیت کی درخواستیں آئی ہوئی
ہیں اگر آپ تشریف نہ لائیں تو انہیں میں سے
کسی کا انتخاب کر لیا جائیگا فقط والسلام

اپنے والد صاحب بزرگوار سے
میرا سلام مسنون فرمادیں۔

عبدالسمیع عفی عنہ
مدرسہ دیوبند
۵ شوال

ارشادات حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

اہمیّت صلوٰۃ

خطبۂ جمعۃ المبارک ۱۸ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) ۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ ۔ اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین ۔

محترم بزرگو! نماز کی عظمت و اہمیّت اس سے ظاہر ہے کہ ایمان کے بعد بنیادی امر نماز ہے ۔

کتاب و سنّت میں نماز کی تاکید قرآن مجید میں جتنی بار تاکید ہے اور اللہ رب العزت نے نماز کا حکم جتنی دفعہ دیا ہے ، ایسا تاکیدی حکم باقی امور کے بارہ میں بہت کم ہوگا ۔ ایک جگہ اللہ جل مجدہٗ نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا : اتل ما اوحی الیک من الکتاب ۔ اے پیغمبر جتنی وحی آپ کو ہو چکی ہے اس سب کی تلاوت کرو ، ساری وحی انسانوں کو سنا دو ـــــ اور اس کے بعد خاص طور سے نماز کا ذکر کر دیا : واقم الصلوٰۃ ۔ نماز کی خاص تاکید فرما دی ۔ تو نماز ایمان کی علامت ہے نماز مسلمان ہونے کی علامت ہے ۔ اور میرے محترم بزرگو ! اللہ جل جلالہٗ فرماتے ہیں : اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین ۔ نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت بنو! اور حضرت امام احمد تو اسی بنیاد پر فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بلا عذر ایک وقت کی نماز ترک کر دی تو وہ مرتد اور واجب القتل ہے ۔

ائمہ دین کی تاکید امام احمد ایک امام ہیں ، مجتہد ہیں ، صاحب مذہب ہیں ان کی رائے ہے جیسے ہمارے ہاں بھی بعض باتوں سے بعض امور اور اعمال سے ایک شخص مرتد ہو جاتا ہے جیسے کوئی شخص قرآن کریم یا اس کے اوراق کسی گندی جگہ یا نجاست میں قصداً پھینک دے یا خدانخواستہ اس کو قدموں میں روند ڈالے تو وہ مرتد ہے ، کافر ہے ، گو وہ کلمہ پڑھے مگر اس کا یہ عمل اس پر دال ہے کہ وہ قلب کے لحاظ سے آبی اور منکر ہے ۔ تو حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص مرد یا عورت پر نماز کا وقت گذر گیا اور اس نے بلاوجہ فرض نہ پڑھی تو وہ سرے سے مرتد ہو گیا اور جیسا کہ مرتد واجب القتل ہے اسی طرح حکومت اسے بھی قتل کر دے گی ۔ باقی ائمہ کی یہ رائے تو نہیں اور بالخصوص ہمارے امام ابوحنیفہؒ کی وہ فرماتے ہیں کہ مرتد تو نہیں ہو جاتا اور ترک صلوٰۃ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ توہین اسلام کر رہا ہے ، البتہ یہ عمل کافروں اور مشرکوں کا ہے ۔ اسے زجر اور تعزیر

دی جانی چاہیئے اور ـــــ اس کی ایک مثال خارج میں یہ ہے کہ باپ کسی کو حکم دے اپنے بچوں کو کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو اور ایک شخص ایسا ہے کہ باپ نے حکم دیدیا اس نے سنتے ہی جوتا اتار کہ والد کو دے مارا اور وہ کام بھی نہ کیا، اب دونوں میں فرق ہے، پچھلے میں والد کی تعظیم اور احترام کا کوئی شائبہ تک نہیں، ہم اس کو پہلے کے ہمسر اور برابر نہیں کرسکتے، تو امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جو مرد یا عورت بلا عذر نماز ترک کردے تو اس کو جیل میں ڈال دیا جائے قید کردیا جائے اس وقت تک کہ جب تک یہ صحیح معنوں میں توبہ نہ کردے اور نمازی نہ بن جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصلوٰۃ عماد الدین۔ نماز دین کا ستون ہے۔

جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کے محل کو آباد کیا مسلمان مرد. عورت اور بے نمازی جمع نہیں ہو سکتے، حضورؐ نے مرض وفات میں آخری وصیت جس چیز کی فرمائی وہ یہی نماز ہی تھی فرمایا: الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ ہونٹ مبارک ہل رہے تھے، ضعف سے بول نہیں سکتے تھے، آواز نہیں آرہی تھی حضرت عائشہ نے کان نزدیک کئے تو سنا کہ حضورؐ یہی جملے ارشاد فرما رہے ہیں کہ نماز کا اہتمام کیا کرو، نماز کا خیال رہے حضرت عمرؓ جب خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو سب سے پہلا حکم جو جاری کیا وہ یہی تھا۔

انّ اھم اموركم عندی الصلوٰۃ فمن اقامھا	تمہارے معاملات میں اہم ترین چیز میرے نزدیک
فقد اقام الدین ومن ضیعھا فھو لما	نماز ہے، جس نے اس کی حفاظت کی اس نے دین
سواھا اضیع۔ (موطا مالکؒ)	کو بھی قائم رکھا اور جس نے نماز ضائع کی تو وہ

دوسرے تمام امور (عبادات اور معاملات) کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

حضرت عمرؓ کی تمنائے شہادت و موت مدینہ | اور حضرت عمرؓ کی یہ حالت تھی کہ آپ نماز پڑھا رہے ہیں ظالم ابولؤلؤ نے چھرا گھونپ دیا۔ حضرت عمرؓ دو باتوں کی تمنا کیا کرتے تھے ایک شہادت کی موت دوسرا مدینہ منورہ کی موت ـــــ دونوں دعائیں بہت پیاری تھیں۔ حدیث میں ہے کہ تم شہادت کی موت مانگا کرو جس دل میں جہاد اور شہادت کی تمنا نہ ہو اس دل میں سیاہ داغ ہوگا۔ اور یہ ایمان کی کمی کی علامت ہوگی اس طرح مدینہ طیبہ کی وفات حضرت امام مالک مدینہ منورہ کے باشندہ ہیں عشق اور محبت کا یہ حال ہے کہ مدینہ منورہ سے باہر نہ نکلتے کہ باہر موت نہ آجائے اور مسئلہ یہ ہے کہ جہاں موت آجائے وہاں تدفین ہو، تو امام مالک کسی مجبوری سے بھی باہر جاتے تو دوڑتے دوڑتے واپس ہوتے رات باہر نہ رہتے کہ موت آئے تو مدینہ منورہ میں آجائے اور یہاں دفن ہو جاؤں۔ ایک مرتبہ امام مالک نے خواب دیکھا کہ حضورؐ کے سامنے کھڑا ہوں کہا حضور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مدینہ منورہ سے اتنا عشق ہے کہ نفل حج جانے سے بھی ڈر رہا ہوں کہ کہیں باہر موت نہ آجائے ـــ اور اس وقت حج یہ پابندیاں نہ تھیں، جیسے آج ہیں مگر تکلیفیں بہت زیادہ تھیں، مدتیں آنے جانے پر لگ جاتی

تھیں، تو آپ لوگ اپنی درخواستیں حج کیلئے دیا کریں، اگر حکومت منظوری نہ دے تو الا بلا برگردن حکومت۔ مگر آپ لوگوں نے تو صرف برگردن ملا سیکھا ہے۔ تو نیت عزم اور ارادے سے حج کا ثواب تو ہوگا اور جب اجازت ملی تو فرض ادا کرنا ہوگا۔ جو غریب کئی کئی سالوں سے محروم رہتے ہیں اور جتنی بھی طلب بڑھتی ہے عشق بڑھتا ہے تو اتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

امام مالکؒ کا خواب | الغرض امام مالک نے پوچھا کہ میری وفات کب ہوگی؟ عمر کتنی ہے۔؟ اگر معلوم ہو جائے تو نفل حج پر چلا جاؤں حضورِ اقدسؐ نے پانچ انگلیوں کو اٹھا کر اشارہ کیا۔ امام مالک جاگ اُٹھے تو حیران ہو گئے کہ کیا مراد ہے۔ حضورؐ کا ۵ دن ہیں ۵ ماہ ہیں ۵ سال ہیں اب کیا کیا جائے ۔مقصد کیسے حاصل ہو۔ بڑے عالم بڑے محدث، بڑے زاہد تھے حدیث میں اہم کتاب لکھی۔ تو امام مالک یہ خواب اس زمانہ میں تعبیر خواب کے امام ابن سیرین کو سنایا گیا، انہوں نے فرمایا کہ حضورِ اقدس کا مراد اس اشارہ سے آیت کریمہ کو ہے۔ فی خمس لا یعلمها الا اللہ۔ کہ کسی کی موت کا وقت بھی ان پانچ چیزوں میں سے ہے کہ جس کا علم خدا نے دوسروں کو نہیں اسی طرح بارش کے بارہ میں قیامت کے بارہ میں کل کے بارہ میں کچھ کہنا یہ چیزیں اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تو قربان جاؤں حضورِ اقدسؐ سے کہ عالمِ برزخ میں بھی امت کی اصلاح فرما رہے ہیں کہ اللہ کے کام اور علومِ غیب اس کے ساتھ خاص ہیں یہ اس نے (کسی) کسی کو نہیں۔

بہرحال حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں شہادت کی موت مانگتے تھے لوگ حیران تھے کہ شہادت تو باہر جنگی میدانوں اور محاذوں میں مل سکتی ہے، افواجِ اسلامی ساری دنیا میں یلغار کرتے جا رہے ہیں مدینہ طیبہ دارالخلافہ میں شہادت کی موت کسی طرح نصیب ہوگی جہاد تو باہر لڑی جا رہی ہے۔ اور حضرت عمر کے رعب اور شان سے تو قیصر و کسریٰ اپنے ملکوں میں لرز رہے ہیں۔ تو کسی کا تصور بھی نہ تھا کہ مدینہ میں کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے تمام رات گلیوں میں اکیلے پھرتے۔ مگر رسول اللہؐ کے ایک برگزیدہ صحابی کی دعا تھی، اُسے تو قبول ہونا ہی تھا۔ قبول ہو گئی اور ظالم ابولؤلؤ نے نماز میں موقع پا کر چھرا گھونپ دیا۔ اس کے بعد ایک دو یوم زندہ رہے نماز کا وقت آجاتا تو تیمم کر کے بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پڑھنے لگے خون رستا رہتا اور فرماتے کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ کسی حال میں اس میں رخصت نہیں ہے۔ فرماتے کہ: ولاحظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ۔ جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کیا حصہ رہ جائے گا، اور روایت میں ہے کہ آپ اس حالت میں بھی نماز پڑھ لیتے کہ: وجرحہ یثعب دمًا۔ کہ زخموں سے خون جاری رہتا تھا۔

تو آج کتنے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ عورتیں کہتی ہیں کہ ہمیں گھر کے کام کاج سے فرصت نہیں، نوجوان کہتے ہیں کہ ابھی ہم جوان ہیں بڑھاپے میں پڑھیں گے۔ بچوں کو ہم توجہ نہیں دلاتے نہ نماز سکھاتے ہیں۔ تو آخر مسلمانی

کہاں چلی گئی۔ اسلام کی عمارت نماز کے ستون روزہ کے ستون پر قائم ہوتی ہے۔ اور ستون ہے نہیں نہ نماز، نہ روزہ تو خطرہ ہے کہ ایسا شخص اسلام سے باہر ہو جائے امام ابو حنیفہؒ اس لئے فرماتے ہیں کہ کافر تو نہیں مگر اس پر خطرہ ہے کفر کا۔ یخشیٰ علیہ الکفر۔ اسلام کو مانو گے تو دروازہ بھی بڑا رکھو گے۔

یا مکن با فیلبانان دوستی   یا بنا کن خانہ بر انداز فیل

یا پھر اسلام چھوڑ دیجئے پکے کافر بن جائیے خطرہ کس سے ہے؟ حکومت کچھ کہتی نہیں اور ہم مولویوں کی طاقت نہیں کوئی کیا کہے گا یہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بننا اچھا نہیں کہ جہاں غرض اور لالچ کی بات آئی وہاں مسلمان بن گئے۔ اور جہاں یہ نہ ہو، پھر پٹھان اور خان بنے۔ پاکستانی بنے۔ صلح کل بنے پھر اسلام وغیرہ کا کوئی نکہ نہیں۔

ازالۂ ذنوب اور وضوء | تو میرے محترم بزرگو! نماز بہت بڑی چیز ہے۔ اس کا جو مقدمہ ہے، وضو کرنا اس میں جو برکات ہیں اس کا بھی حد و حساب نہیں حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص جب وضو کرتے بیٹھ جائے اس نے وضو شروع کیا اور کلی کی، مضمضہ کیا تو زبان کے منہ کے گناہ جھڑ گئے، ناک میں پانی ڈال دیا تو ناک کے گناہ معاف ہو گئے، چہرہ کو دھو لیا تو آنکھوں کے گناہ جھڑ گئے اور خدا نے معاف کر دیئے، سر پر مسح کر دیا تو سر اور کانوں کے گناہ دھل گئے، ہاتھ دھو ڈالے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہاتھ کے گناہ معاف کر دیئے۔ پاؤں دھو ڈالے تو چلنے پھرنے کے گناہ دھل گئے، حتیٰ کہ انڈے کیطرح — نقیاً من الذنوب — گناہوں سے صاف ستھرا نکل آتا ہے۔

اور بھائیو! گھروں میں عورتیں دن میں بار بار جھاڑو دیتی ہیں، صفائی کرتی رہتی ہیں اس طرح نمازی وضوء کے ذریعہ جب پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے تو گویا جھاڑو اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ دن رات گناہوں کے جھڑ جانے کا سامان بھی کرتا پھرتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ وضو مسلمان کا ہتھیار ہے۔ الوضوء سلاح المومن۔ اور وضو تو بڑی چیز ہے وہ کے ایک ایک سنّت خدا نے مسلمانوں کے لئے عظیم الشان ہتھیار بنا کر دکھا بھی دیا ہے، حضرت عمرؓ کا دور حکومت ہے، مصر پر مسلمانوں کی افواج نے حضرت عمرو بن العاص کی قیادت میں لشکر کشی کی ہے، مہینہ گذر گیا اور مصر اس عرصہ میں فتح نہ ہو سکا۔ تو حضرت امیر المومنین تعجب کرتے ہیں اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جرنیل کو خط لکھتے ہیں کہ اتنا عرصہ گذرا اور تم سے مصر کیوں فتح نہ ہو سکا۔ آگے لکھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے باغات و انہار اور مصر کے بنگلوں اور محلات نے تم لوگوں کا دل کھینچ لیا اور ان چیزوں کا لالچ شاید تمہیں پیدا ہو گیا تم لوگوں میں کہیں عجمیوں کی خو تو نہیں پیدا ہوئی۔ مسلمان جہاد بھی کرتا ہے تو خالص اللہ کی رضا کے لئے کہیں مال و دولت کی لالچ تو پیدا نہیں ہوئی۔؟ مال کے لالچ کرنے کی وہ حدیث تو آپ نے سنی ہو گی کہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ حضرت حکیم بن حزام جو بڑے پایہ کے صحابی تھے اور جب حضورؐ

مکہ مکرمہ میں شعب ابی طالب میں نظر بند تھے اور ابوطالب بھی نظر بند تھے، تو حضرت حکیم نے اس سخت وقت میں بڑی خدمت کی کفّار کیطرف سے ناکہ بندی تھی، کھانے پینے کی چیز گھاٹی میں نہیں جاسکتی تھی، تو حضرت حکیم اس وقت بھی کسی طریقہ سے کچھ نہ کچھ پہنچا دیتے تھے۔ تو مدینہ منوّرہ میں ایک مرتبہ یہی حضرت حکیم حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے کچھ مانگا تو حضورؐ نے دیدیا پھر کہیں سے آکر مالِ غنیمت سے کچھ طلب کیا پھر دے دیا تیسری دفعہ جب حضورؐ کی خدمت میں آئے کچھ طلب کیا تو پھر حضورؐ نے دیدیا اور پھر ان سے فرمایا کہ اے حکیمؓ! دیکھو یہ مال سرسبز و شاداب اور بظاہر میٹھا ہے، اور اس میں جو حرص کرے مانگتا رہے تو اس میں اللہ تعالیٰ برکت نہیں ڈالتا۔ ایسے شخص کی مثال استسقاء کے مریض کیطرح ہوتی ہے کہ جتنا پانی وہ اتنی ہی پیاس بڑھتی جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ بغیر حرص ولالچ کے کچھ مل جائے تو اللہ اس میں برکت ڈالتا ہے اور فرمایا کہ: الید العلیا خیرٌ من الید السفلیٰ۔ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے — دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے — حضرت حکیمؓ نے حدیث سنی تو عرض کیا یارسول اللہ آپؐ کے بعد میں کسی اور سے کچھ نہیں مانگوں گا، حرص نہیں کروں گا، کسی کے ہاتھ سے بھی کچھ نہ لوں گا — اور یہ ادب ملحوظ رکھا کہ یہ نہ کہا کہ حضورؐ آپ کے ہاتھ سے بھی آئندہ نہیں لوں گا۔ ایسا کرنا تو بے ادبی اور گستاخی ہوگی، آپ جو کچھ دیں گے وہ تو بسر و چشم قبول کروں گا مگر آپ کے بعد۔ لا ادمنع احداً شیئاً۔

پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں مالِ غنیمت آیا کرتا تھا، تمام صحابہؓ اور اہلِ مدینہ پر تقسیم ہوتا تھا۔ حضرت حکیمؓ کا حصہ جب سامنے آتا تو انہیں پکار لیتے تھے کہ آکر لے لیں آپ فرماتے کہ میں نہیں لیتا۔ حضرت عمر لوگوں سے کہہ دیتے کہ یہ حکیم بن حزام کا قصہ ہے، تم گواہ ہو جاؤ کہ میں تو دے رہا ہوں مگر وہ خود نہیں لیتے۔

تقرب الی اللہ کا احوط ترین راستہ میرے محترم بزرگو! ایک دن کچھ فقراء حضورؐ کی خدمت میں آئے، عرض کیا یارسول اللہ یہ مالدار لوگ تو ہم سے بہت آگے بڑھ گئے کہ یہ حج میں بھی دولت لگا دیتے ہیں، جہاد میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں، اور ہم تو تنگدست ہیں بے مال ہیں ہمارے ساتھ پیسے نہیں ہیں کہ حج کے راستہ میں خرچ کر دیں، مقصد یہ تھا کہ یارسول اللہ دعا فرمائیں کہ خدا ہمیں بھی دولت دے دے اور ہم اسے اللہ کی راہ میں لگا سکیں، مگر قربان جاؤں نبی کریم علیہ السلام کے کہ وہ تو ہر مرحلہ میں امت کی اصلاح فرماتے ہیں تو ان لوگوں سے فرمایا کہ تمہیں ایک ایسا ذکر بتلا دوں ایک وظیفہ دوں کہ اگر اس پر عمل کیا تو آپ ان مالدار لوگوں کے مرتبہ پہ فائز ہو سکو گے۔ اور تم سے جو آگے ہیں ان کے مراتب تک پہنچ جاؤ گے انہوں نے عرض کیا حضورؐ بتلا دیجئے، اس سے اور نعمت کیا ہوگی، حضورِ اقدسؐ نے فرمایا نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمدللہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا کرو۔ گویا تسبیح تکبیر سبحان اللہ

والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ــــ والی پوری ہوجائے گی ــــ تو فرمایا کہ تمہارے پاس خزانے نہیں مگر تسبیحات پڑھ لو دنیا دار نیک بندے جو اللہ کی راہ میں دولتیں خرچ کرتے ہیں ان کے مراتب پالو گے تو اس حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس بات کی تعلیم دی کہ صدقات اور نیکیوں میں غبطہ تو اچھا ہے۔ مگر اس کے حصول کے لئے جو ذریعہ بغیر مال کا ہے وہ سب سے احوط اور بہتر ہے۔

مصری افواج کو حضرت عمرؓ کی تنبیہی ہدایات | بہر حال حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو لکھا کہ تمہارے دلوں میں شاید مصر کے باغات اور زمینوں کی حرص آگئی ہے۔ دوسری بات یہ لکھی کہ یہ شاید اخلاص میں کمی آگئی ہے۔ اور تیسری بات یہ لکھی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید حضورؐ کی کوئی سنت تم لوگوں سے ترک ہورہی ہے۔ اس لئے فتح نہیں پارہے ہو، حضرت عمرو بن العاص نے جمعہ کا دن تھا، افواج جمع کیں اور امیر المومنین کا خط سنا دیا کہ ان تین وجوہات پر غور کرلو۔ اور ان باتوں سے توبہ کردو۔ مال و دولت کا طمع اور حرص سے بالکل تائب ہوجاؤ اور خالص اللہ کی رضا و خوشنودی کو مقصد بنالو اس نیت کی تجدید کردو ــــ اور یہ کہ کوئی سنت ترک ہورہی ہے ؟ اس کو اپنالو۔

سنت وضوء کی برکت سے فتح | ایک فوجی پلٹن نے کہا ارے ہم نے تو مسواک کرنا ترک کردیا ہے، مسواک فرض واجب نہیں، سنت یا مستحب ہے مگر جس نماز کے لئے مسواک کرلی جائے تو بعض روایات میں ہے کہ بلا مسواک کے نماز سے اسکی فضیلت و ثواب ستر درجے زیادہ ہے تو حضرت عمرو بن العاص نے فوج کو حکم دیا کہ وضو میں سب مسواک کرلو۔ سب نے مسواک اٹھائے اور مسواک کرنے لگے۔ اس اثناء میں دشمن کے جاسوس نے مسلمانوں کو اس حالت میں دیکھ لیا وہ لوگ یہ نہ سمجھ سکے کہ مسلمان کیا کررہے ہیں، دیکھا کہ مسلمان لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہیں تو جاکر اپنی فوج میں کہا کہ مسلمانوں کے تیور تو بہت خطرناک ہیں وہ اپنے دانتوں کو تیز کررہے ہیں اور شاید وہ کافروں کو دانتوں سے کاٹنا چاہتے ہیں اور ہڈی گوشت دانتوں سے نوچنا چاہتے ہیں، کافروں نے بات سنی تو دل گھبرا گئے جنگ میں تو رعب اور گھبراہٹ بڑی چیز ہے، انسان مرعوب ہوگیا تو شکست یقینی ہے۔ جیسے کہ ڈوبنے والا ہمت ہار بیٹھے تو ڈوب جاتا ہے، تو کافروں نے کہا کہ ایسی قوم سے کون لڑ سکتا ہے۔ ادھر صحابہؓ نے جمعہ کی نماز پڑھ لی، اللہ کے سامنے روئے، تائب ہوئے اور عزم کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے دشمنوں پہ یلغار کردی۔ اور اللہ نے فتح دیدی۔ تو یہ ہے مسلمان کا ہتھیار اور سنتوں کی برکات۔

وضوء مسلمان کا ہتھیار ہے | ملا جیونؒ بڑے صوفی اور بزرگ گذرے ہیں۔ نور الانوار کے مصنف تھے۔ بڑے عالم تھے اس وقت کے بادشاہ ان کی بڑی قدر کرتے تھے، مگر کسی بات سے ناراض ہوگئے، ملا جیون مسجد میں تھے بادشاہ کا بیٹا ان سے سبق پڑھتا تھا کسی نے کہا کہ بادشاہ نے تمہاری گرفتاری کے لئے فوج

یا پولیس بھیجدی ہے اس نے کہا اچھا۔ میرے وضو کا لوٹا اٹھا لاؤ، پانی لیکر وضو کرنے بیٹھ گئے لوگوں نے کہا یہ کیا؟ فرمایا: الوضوء سلاح المومن ۔۔۔ اس نے لاؤ لشکر بھیجدیا تو میرے پاس وضو ہی مؤثر ہتھیار ہے۔ میں بھی اپنا اسلحہ اٹھا لایا ہوں، ادھر شہزادہ نے دیکھا تو بھاگ دوڑا اور بادشاہ سے کہا کہ ملّا صاحب تو اپنا ہتھیار اٹھا چکا ہے۔ وضو کرنے لگ گیا ہے، کہیں تباہ نہ ہو جاؤ، بادشاہ نے گرفتاری کا حکم واپس لے لیا اور پولیس کو بلا لیا اور معافی لی تو جس کا ایمان وعقیدہ مضبوط ہوگا وہ ایک وضو سے بھی توپوں اور بموں کا کام لے سکے گا۔ ایک وضو کی مسواک کی برکت سے ملک کے ملک فتح ہو گئے، مگر اب تو مسلمانوں کی بدقسمتی کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہیں نماز کے مسائل بیان کرو تو اچنبھا ہوتا ہے۔ حالانکہ نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے۔

نمازی کے پانچ اکرام وانعام ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ اکرام دیتا ہے، پانچ نعمتوں سے نوازتا ہے۔ ۱۔ ایک وسعتِ رزق کہ نمازی کا رزق اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔ ۲۔ عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ کر دے گا۔ ۳۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا عمل نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا۔ ۴۔ پل صراط پر جو تین ہزار سال کے برابر راستہ ہے۔ یہ برق کی طرح گذر جائے گا۔ ۵۔ پانچویں نعمت یہ کہ اللہ اسے بلاحساب جنت لے جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جس نے نماز اپنے وقت میں ادا کی تو وہ سات آسمانوں سے اوپر عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ اور سارے اعمالِ حسنہ اوپر جاتے ہیں۔ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ تو وہاں پہنچ کر نماز کی شکل ایک نور کی طرح ہوتی ہے ۔۔۔ اور اسی طرح یہ نماز قیامت کے دن اپنے عامل اور نمازی کی مغفرت کی دعا کرتی ہے۔ یہ قبر میں بھی اس کے لئے نور ہو جاتی ہے۔ پل صراط پر نور بن جاتی ہے۔

آخرت میں نماز کی شکل وصورت اور قبر سے اٹھے تو ایک حسین وجمیل حور کی شکل میں اسکی پیشوائی کے لئے کھڑی ہوگی ۔۔۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو کسی نے خواب بیان کیا کہ میں نے ایک حسین حور دیکھی مگر وہ اندھی تھی۔ آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ تم نماز میں آنکھیں بند کرتے ہو گے کہا ہاں۔ ویسے توجہ ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ تو خشوع و خضوع بھی نماز میں ضروری ہے مگر حضورؐ نے حکم دیا کہ آنکھیں کھلی رکھو سجدہ کی جگہ پر نماز میں نظر جمائے رکھو، تو کسی نے حضرت گنگوہیؒ سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ شخص نماز میں آنکھیں بند کرتا ہے۔ فرمایا: اس حدیث کی وجہ سے کہ نماز آخرت میں ایک حسین وجمیل حور کی شکل میں آئے گی ۔۔۔ تو قبر سے اٹھ کر حور دیکھے گا تو متعجب ہو کر پوچھے گا: تو کون ہے وہ کہے گی میں تو وہی نماز ہوں دنیا میں تجھ پر بوجھ بنتی تھی، سوار ہوتی تھی، اب تم مجھ پر سوار ہو جاؤ۔ کہ میں تجھے میدانِ حساب تک لے جاؤں۔ تو عبداللہ بن مسعود کی روایت سے معلوم ہوا کہ جو نماز پابندی سے نہ پڑھے یا وقت پر نہ پڑھے تو اس میں کسی قسم کی روشنی نہیں ہوگی۔ اور جب ایسی نماز عرش تک پہنچ جائے تو فرشتے اسے کپڑے

کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر دے مارتے ہیں۔ اور یہ نماز کہتی ہے کہ خدا نمازی کو ایسا برباد کر دے جیسا کہ مجھے ضائع کر دیا۔ تو میرے بھائیو! جو شخص بے وقت نماز پڑھتا ہے اسکی یہ حالت ہے تو جو پڑھے ہی نہیں اسکی کیا حالت ہوگی ——

ترک صلوٰۃ کے بدترین نتائج | حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے ۱۔ اسکی عمر میں برکت نہیں ہوتی۔ ۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کے رزق میں برکت نہیں ہوتی۔ ۳۔ اور اس کا نام صالحین کے رجسٹر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ ۴۔ نماز نہ پڑھے اور باقی نیک اعمال کرے تو فقہاء کے نزدیک باقی اعمال جائز ہو بھی جائیں وہ الگ بات ہے۔ مگر اس پر قبول اور ثواب کا ثمرہ مرتب نہیں ہوگا۔ ۵۔ اور اسکی دعا بھی قبول نہیں ہوتی اور اللہ کے نیک بندے بھی اگر اس کے حق میں کوئی دعا کریں وہ بھی اس کے حق میں مقبول نہیں ہوتی۔ ۶۔ اور جب مرے تو بھوکا پیاسا مرتا ہے۔ سات سمندر بھی اس کے منہ میں ڈال دیں مگر پیاسا مرتا ہے۔ ۷۔ اور جب مر جاتا ہے تو قبر آگ سے بھرکی ہوتی ہے۔ ۸۔ اور ادھر ادھر سے قبر اس پر سمٹ جاتی ہے۔ تنگ ہو جاتی ہے۔ اور ایک اژدہا اس پر قبر میں مسلط ہو جاتا ہے۔

۹۔ اسی ہفتہ میں ایک اخبار میں پڑھا کہ پنجاب میں ایک مردہ پر جنازہ ہو رہا تھا تو جب کفن میں لوگ اس کا چہرہ دیکھنے لگے تو ایک سانپ ساتھ لیٹا ہوا تھا، لوگ بھاگ دوڑے تو خداوند تعالیٰ کبھی کبھی عالم غیب کی باتیں ہماری عبرت کے لئے ظاہر کر دیتا ہے —— تو اللہ تعالیٰ قبر میں بے نمازی پر اژدہا مسلط کر دیتا ہے۔ اسکی آنکھیں آگ کے شعلوں کیطرح ہوتی ہیں اس کے پنجے بھی ہوتے ہیں، ناخن فولادی ناخن ہوتے ہیں اور اتنے لمبے کہ انسان ان پر چلنے لگے تو سارا دن اس پر چلنا ختم نہ ہو سکے اور اسکی آواز رعد کی طرح ہوتی ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ تو تو نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اب خدا نے مجھے تم پر مسلط کر دیا ہے اور ایک پنجہ دے مارے گا۔ تو ستر گز زمین میں مردہ دھنس جائے گا، دوسرے نماز کے وقت دوسرا صعبہ ہوگا۔ وھکذا قیامت تک عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔

۱۰۔ اور جب قبر سے اٹھ کر میدان محشر میں جائے تو وہاں بھی خدا ناراض اس کے ساتھ حساب میں کسی قسم کی نرمی کا برتاؤ نہیں کیا جائے گا۔ اور غلطیوں کا پوچھا جائے گا۔ اوروں کی غلطیاں معاف ہوں گی اور بے نمازی کے لئے یہ معافیاں اور رعایتیں نہیں ہوں گی۔

۱۱۔ اور آخر میں جہنم کے اس گڑھے میں اسے پھینک دیا جائے گا۔ جسے غیؔ کہتے ہیں۔ فسوف یلقون غیاً۔ جہنم کے اس گڑھے میں اژدہے ہیں اور جس وقت پھینکدیا جائے گا، تو بچھو سانپ اس کے پاؤں سے لپٹ جائیں گے کہ یہ پاؤں اللہ کے سامنے کھڑے نہ ہو سکے۔ اور تم کو نماز سے شرم آتی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بے نمازی کے وبال سے محفوظ رکھے۔ آمین

تعلیماتِ غزالیؒ کے انقلابی اثرات

افادات مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ
تلخیص و ترتیب : عتیق الرحمن سنبھلی

ہمارے راہ گزاروں کو دیا یک مرد نو دارا گاہ ہے

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے احیاء العلوم وغیرہ کی تصنیف سے آخرت طلبی کا جو صور پھونکا تھا، اور جس بری طرح عالم اسلامی کو اس کے اندرونی اضمحلال کے خلاف جھنجھوڑا تھا۔ اس کے کیا اثرات ہوئے ؟ مولانا گیلانیؒ نے تاریخ کی روشنی میں ان اثرات کی جستجو کی ہے۔ اور سب سے پہلے ایوان خلافت و وزارت پر نگاہ ڈالی ہے، کہ یہاں کے نقشے میں بھی امام کی اس چیخ و پکار کے بعد کوئی تغیر نظر آتا ہے یا نہیں۔ ؟

مولانا فرماتے ہیں کہ دیکھو ۴۵۰ھ جو امام کا سن ولادت اور خلیفہ مقتدر باللہ العباسی کا دورِ خلافت ہے۔ اس میں شاہانہ کر و فر اور اظہار شان و ثروت کا یہ عالم تھا کہ قسطنطنیہ سے رومیوں کی جو سفارت قیدیوں کے تبادلے اور صلح کی گفتگو کے لئے بغداد آئی تھی، مقتدر باللہ سے ملنے کے لئے جب اس کے ارکان دار الخلافہ کیطرف روانہ ہوئے تو

-------پہلے اس حاجب (عرض بیگی) کے محل کے سامنے پہنچے جس کا نام قصر الفشوری تھا، حاجب کے محل کی شان و شوکت دیکھ کر سفراء کچھ اس درجہ مبہوت ہوئے کہ اسی محل کو انہوں نے سمجھا کہ خلیفہ کا مکان ہے۔ ان کی غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا، وہ آگے بڑھے، سامنے وزیر کا قصر نظر آیا۔ ان کو پھر یہی خیال ہوا کہ وہ نہیں تو ضرور یہی خلیفہ کا مستقر ہے، مگر کہا گیا کہ یہ وزیر کا گھر ہے، وہ آگے روانہ ہوئے ان لوگوں کو اس طریقے سے دار الخلافہ میں داخل کیا گیا کہ چاروں طرف پہلے وہ گھوم لیں۔ حالت یہ تھی کہ دار الخلافہ کے اطراف و جوانب اس کے مختلف ابواب اور مقامات پر ۳۸ ہزار پردے پڑے ہوئے تھے، جن میں بارہ ہزار پانچ سو پردے تو خالص مزرکش دیبا اور حریر کے تھے۔ درمیان میں جو فرش فروش بچھائے گئے تھے ان کی تعداد بائیس ہزار تھی۔ دار الخلافہ کے احاطہ میں (جو خود ایک مستقل دنیا کی حیثیت رکھتا تھا۔) مختلف مقامات میں جنگلی جانوروں کی قطاریں بکھری ہوئی تھیں۔ جو لوگوں سے مانوس تھے---

مختلف قسم کے درندے (شیر، بھیڑیا، وغیرہ) بھی زنجیروں میں بندھے ہوئے اپنے اپنے نگہبانوں کے ساتھ کھڑے تھے۔

سفارت والوں کو پھر اس کوٹھی میں لے جایا گیا جس کا نام "دار الشجرہ" (درخت والا محل) تھا، اس کے احاطہ میں ایک طویل و عریض تالاب تھا، جن میں صاف و شفاف پانی ہر وقت چھلکتا رہتا تھا، تالاب کے وسط میں ایک چبوترے پر ایک درخت تھا۔ یہ مصنوعی درخت تھا جس میں بڑی بڑی بارہ ڈالیاں اور ہر ڈالی میں بیشمار شاخیں اور ٹہنیاں تھیں۔ ان شاخوں پر مختلف قسم کے پرندے اور چڑیاں طلاء اور نقرہ (سونے اور چاندی) سے ڈھال ڈھال کر بنائی گئی تھیں، اور یہی حال اس درخت کی شاخوں اور ٹہنیوں کا تھا، یعنی ان میں بعض سونے سے بنائی گئی تھیں اور بعض چاندی سے ----

"دار الشجرہ" کے بعد سفیروں کو اس محل میں لوگوں نے پہنچایا جس کا نام "الفردوس" تھا۔ اس قصر میں فرش فروش اور ظروف و آلات کی جو کثرت تھی ان کا شمار مشکل ہے، صرف اسکی دہلیزوں پر طلائی کڑیوں سے بنی ہوئی دس ہزار زرہیں لٹک رہی تھیں، اس کے بعد آبنوسی جڑاؤ تخت پر سفراء نے مقتدر باللہ کو جلوہ افروز پایا جس پر زریں جھالروں کی کارچوبی مخملی مسند پڑی ہوئی تھی۔ تخت کے داہنی جانب اور بائیں جانب بھی خاص سلیقہ سے مختلف جواہر کے بنے ہوئے جاے کے نو نو عدد لٹکے ہوئے تھے، جن کی جگمگاہٹ سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ دن کی روشنی کو بھی ان کی روشنی مات کر رہی تھی۔

انقلاب لیکن اسی مسند خلافت پر امام غزالیؒ کی وفات کے پچیسویں سال المقتفی باللہ کا لقب اختیار کر کے جو شخص آتا ہے، اس کے متعلق تاریخ بتاتی ہے کہ اس نے آتے ہی دار الخلافۃ کا نقشہ یوں بدل دیا کہ:

"دار الخلافۃ بغداد کا اپنے سارے فرش و فروش، خیمہ و خرگاہ، پردے و سراپردے و داب چوپائے اور دوسرے جانوروں سے بالکلیہ تخلیہ ہو گیا صرف چار گھوڑے اور دار الخلافت میں پانی پہنچانے کے لئے کل آٹھ خچر اصطبل میں باقی تھے۔"

"خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے اس کا زیادہ وقت دینی مشاغل میں صرف ہوتا تھا، دینی علوم کی کتابیں لکھتا رہتا تھا، یا قرآن کی تلاوت کرتا رہتا تھا، پھر جب خلیفہ منتخب ہوا تو زہد و عبادت و تقویٰ و طہارت کی خصوصیتوں میں اس کے کسی قسم کی کمی نہ ہوئی ------ عدل و انصاف کے چمن میں پھر بہار اس کے عہد میں آئی نیکی کے ابواب پھر کھل پڑے۔

اسی کے ساتھ ساتھ

مقتفی کے زمانہ میں بغداد اور عراق پھر خلیفہ کے قبضۂ اقتدار میں واپس ہوا، ورنہ مقتدر باللہ کے زمانہ سے صورت حال یہ ہوگئی تھی کہ خلیفہ کا صرف نام تھا اور حکومت ان سلاطین اور ملوک کی قائم تھی جنہوں نے جبراً خلیفہ کو اپنا تابع فرمان بنالیا تھا۔

مولانا گیلانی فرماتے ہیں : اور بات صرف مقتفی ہی کی حد تک اگر محدود ہوتی تو استثناء اور شذوذ کے دعوے کی گنجائش بھی پیدا ہوسکتی تھی (مگر) واقعہ یہ ہے کہ امام غزالیؒ کے بعد پے در پے پچاس ساٹھ برس کا زمانہ بغداد کی خلافت پر ایسا گزرا ہے کہ اسی خلافت کی گدی پر بیٹھنے والوں کے پہلو کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ان پھلوں میں غیر معمولی انقلابی رنگ کیسے پیدا ہوگیا تھا، مقتفی کا حال تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں، مقتفی کے بعد اسی کا بیٹا یوسف، مستنجد باللہ کے نام سے تخت خلافت پر امام غزالیؒ کی وفات کے ٹھیک پچاس سال بعد متمکن ہوا۔ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے :

مستنجد عدل اور نرم مزاجی کی خصوصیتوں سے موصوف تھا۔ سارے عراق سے ناجائز محصولوں کو اس نے اٹھا دیا تھا۔

(اور) ابن اثیر کا فیصلہ تو اسی مستنجد کے متعلق یہ ہے کہ :

كان احسن الخلفاء سيرةً مع الرعية ـ (ص ۱۳۵ ج ۱۱)	عباسی خلفاء میں رعیت کے ساتھ بہترین سلوک کرنے میں مستنجد بہت اچھا خلیفہ تھا۔

مستنجد کے بعد اس کا بیٹا حسن المستضیٔ باللہ کے نام سے سریر آرائے خلافت ہوا۔ اس سے بڑھ کر المستضیٔ کے متعلق شہادت اور کیا ہوسکتی ہے کہ ابن جوزی جیسے بگڑے دل آدمی جو دوسروں پر جرح و تنقید کرنے میں تاریخی شہرت کے مالک ہیں، بخاری تک کے رواۃ پر نکتہ چینی سے ابن جوزی نہیں چوکتے۔ مستضیٔ کو انہوں نے خود دیکھا تھا اور بہت قریب سے دیکھا تھا، ان کی مجلس وعظ میں اکثر شریک بھی ہوتا تھا، بہرحال منتظم میں اپنی چشم دید گواہی ابن جوزی ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔

اظهر من العدل والكرم مالم نره في اعمارنا۔ (ص ۲۵۰ ج ۴)	عدل و کرم کا اظہار المستضیٔ نے جس پیمانے پر کیا ہم لوگوں نے ساری زندگی میں اس کی نظیر نہیں دیکھی۔

ابن اثیر نے (اسی کا حال لکھتے ہوئے) آخر میں مشہور عربی فقرہ (لکھا ہے)

فعاش حميداً ومات سعيداً رضي الله تعالىٰ عنه ـ (ص ۱۷۳ ج ۱۱)	پس بڑی ہر دلعزیزی کے ساتھ اس نے زندگی بھی گزاری اور وفات بھی اس کی سعادت کے حالات کے ساتھ ہوئی۔

ایک عربی شعر بھی ابن اثیر نے مستضئی کے ذکر کو ختم کرتے ہوئے درج کیا ہے۔

کان ایامہ من حسن سیرتہ مواسم الحج والاعیاد والجمع

یعنی اپنی سیرت و کردار سے مستضئی نے ایک ایسا حال پیدا کر دیا تھا کہ اس کی حکومت کا زمانہ گویا حج، عید اور جمعہ کے دن تھے، یعنی ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ برات کی کیفیت تھی۔

حالانکہ یہی بغداد تھا، ذرا غزالی سے پہلے بلکہ خود ان کے عہد کے حالات کتابوں میں پڑھیئے، عیاروں اور طراروں، لصوص یعنی چوروں اور بٹ ماروں کے دھاوے صبح و شام ہوتے رہتے تھے۔ دینی اور آئینی زندگی سے گریز کا رجحان روز بروز عباسی خلفاء میں بڑھتا چلا جا رہا تھا یہ اس کا لازمی نتیجہ تھا، جیسا کہ میں نے لکھا بھی ہے، اور لوگوں کو معلوم بھی ہے کہ ممالک عباسیہ کے مختلف جہات و اقطار میں ملوک و سلاطین کے زور آور بننے میں خلفاء کی ان ہی کمزوریوں نے امداد بہم پہنچائی تھی۔

کیا یہ انقلاب بے سبب تھا | لیکن اچانک غزالیؒ کے بعد ذمہ داری کا یہ احساس ان ہی خلفاء میں کیسے بیدار ہو گیا۔ اور امن و امان کا جو قصہ بغداد کی سرزمین کے لئے افسانہ بن چکا تھا، اسی بغداد کو عید کے ان دنوں اور شبِ برات کی ان راتوں میں سانس لینے کا موقع جو ملا تو لوگوں نے اس انقلاب کے سبب کو کیوں نہ تلاش کیا؟

سچی بات تو یہ ہے کہ یہی ملوک و سلاطین جن کو عباسی خلفاء کی کمزوریوں نے زور حاصل کرنے کا موقع عطا کیا تھا خود اُن کی حالت بھی غزالی کے بعد اور غزالی سے پہلے اتنی مختلف ہو گئی ہے کہ اسی اختلاف کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

ان ملوک و سلاطین کی حالت پہلے سے کس درجہ مختلف ہو گئی تھی، اس کا اندازہ کرانے کے لئے مولانا نے پچھلی تاریخ کے کچھ ورق اُلٹے ہیں، جن میں اسراف و فضول خرچی اور عشرت پسندی کے وہ نمونے نظر آتے ہیں کہ شاید تخیل کی رسائی بھی ان واقعات سے آگے ہونی مشکل ہے۔ اس کے مقابلہ میں مولانا کہتے ہیں کہ ذرا غزالی کے ۴۰ سال بعد دیکھو اسی بغدادی خلافت کا ایک متوسل سلطان نورالدین زنگی کے نام سے نظر آتا ہے۔ طویل و عریض زرخیز علاقے اس کے زیرِ نگین ہیں۔ شوکت کا یہ عالم ہے کہ حرمین اور یمن تک میں اس کا نام خلیفہ کے نام کے ساتھ خطبوں میں پڑھا جاتا ہے۔ لیکن زندگی کا ڈھنگ یہ ہے کہ:

"شام کے شہر حمص میں تین دوکانیں تھیں (جنہیں نورالدین زنگی نے مالِ غنیمت کے حصہ سے خریدا تھا،) ان ہی تینوں دوکانوں کے کرایہ کی آمدنی ملکہ کے لئے نورالدین نے مختص کر دی تھی۔ سالانہ کل بیس دینار اس ذریعہ سے ملکہ کو ملتے تھے۔"

(ابن اثیر)

ملکہ نے نورالدین سے تنگی کی شکایت کرتے ہوئے اس مشاہرہ میں اضافہ چاہا۔ جواب میں نورالدین نے کہا:

"میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ باقی میرے قبضہ میں حکومت کی جو آمدنی ہے سو اس میں مسلمانوں کا میں صرف خزانچی ہوں۔ میں اس مال میں خیانت کرکے جہنّم کی آگ میں تمہارے لئے گھس نہیں سکتا۔"

اس وسیع و عریض سلطنت کے مالک سلطان نے اپنی پوری آخری بیماری اس چھوٹی سی کوٹھری میں گذار دی جس میں وہ عبادت کے لئے خلوت اختیار کیا کرتا تھا۔ اور بالآخر اسی میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

مولانا فرماتے ہیں:

"اور ایک نورالدین ہی کیا، اسی کا شاہزادہ اسماعیل جو باپ کے بعد حلب کا حکمران تھا۔ کل ۱۹ سال کی عمر میں اس بے چارہ کی تولنج کے مرض سے وفات ہوئی۔ میں تو دنگ ہو کر رہ گیا، جب مؤرّخین کی کتابوں میں یہ واقعہ پڑھا کہ عین ریعانِ شباب میں حکومت کی باگ حالانکہ اس کے ہاتھ میں آئی تھی، لیکن وہی شراب جس سے ملوک و سلاطین امراء و اعیان تو خیر، یہی بات تو یہ ہے کہ متوکل جیسے متعصب دیندار بادشاہوں تک کی مجلسِ نشاط جس کے دور سے خالی نہ ہوتی تھی، لیکن شاہزادہ اسماعیل جب تولنج میں مبتلا ہوا تو اطبّا نے یہ طبّی تجویز پیش کی کہ تھوڑی سی شراب استعمال کیجئے۔ مرض کا ازالہ ہو جائے گا۔ اطبّا اصرار کر رہے تھے، مگر نوجوان شاہزادہ نے کہا:-

لا افعل حتّٰی أسئل الفقھاء — میں فقہا سے جب تک نہ پوچھ لوں گا یہ نہ کروں گا۔

آخر فقہاء بلائے گئے۔ شافعی مذہب کے علماء نے بالاتفاق جواز کا فتویٰ دیا۔ اس نے حنفی فقہاء کو خطاب کیا، آپ لوگ کیا فرماتے ہیں۔ لکھا ہے کہ صاحب بدائع علامہ ابوبکر کاسانی مشہور حنفی امام نے بھی کہا کہ جس حال میں آپ ہیں شرعاً شراب کا استعمال آپ کے لئے جائز ہے [1] مگر اس پوچھ گچھ کے بعد جو بجائے خود اس عہد کے ایک شہزادے اور وہ بھی نوجوان شہزادے سے کچھ کم اعجوبہ خیز نہیں ہے۔ سننے کی بات یہ ہے کہ شافعی و حنفی علماء کے ان فتوؤں کے باوجود شاہزادے نے پوچھا کہ:

"میری موت کی مقرّرہ مدّت اگر آچکی ہے تو شراب پینے سے کیا وہ ٹل جائے گی۔"

---

[1] اصل یہ ہے کہ جب ملک بدل مل سکتا ہے، امام ابوحنیفہ شرعی محرمات کا دوائی استعمال بھی جائز نہیں سمجھتے۔ مگر ان کے سوا عام ائمہ فقہا حتّٰی کہ خود امام صاحب کے تلامذہ بھی دوائی استعمال کی اجازت دیتے ہیں۔ خواہ بدل سے علاج ممکن ہو یا نہ ہو۔ (منہ)

اس کا جواب جو ہو سکتا ہے وہی دیا گیا۔ یعنی قرآن جس چیز کو مؤجل قرار دے چکا ہے، جس میں گھڑی بھر کے لئے بھی تقدیم و تاخیر کا کسی کو اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ بھلا دوا اور علاج سے اس کو کون ٹال سکتا ہے۔
شاہزادے نے اس جواب کو سن کر جو کہا حوصلہ کی بلندی، ایمانی برد و سکینت کی یہ کتنی اثر انگیز و عجیب و غریب مثال ہے، اس نے علماء کو خطاب کرتے ہوئے اپنے دل کی بات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔
ایسی چیز جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے استعمال کر کے خدا کی قسم میں اللہ سے ملاقات نہیں کروں گا۔

(شذور ص۲۵ ج ۴)

مؤرخین نے لکھا ہے:

مات ولم یشربه رحمه الله تعالیٰ	شاہزادہ اسماعیل مرگیا اور شراب نہیں استعمال کی۔ خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔

سلطان صلاح الدین ایوبی پر تعلیمات غزالیہ کا اثر۔	سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد صلیبی حروب کی قیادت جس عالمگیر شہرت رکھنے والے بادشاہ صلاح الدین ایوبیؒ کے حصے میں آئی

مولانا فرماتے ہیں کہ ذرا اس کے حالات بھی دیکھئے کہ کس قدر حیرت انگیز ہیں۔
امام غزالیؒ کی وفات کے ستائیس سال بعد امام صلاح الدین کی ولادت ہوئی۔ اُن کی مجاہدانہ زندگی سے تو خیر دنیا واقف ہے، میں اس وقت یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اتنی عظیم سلطنت کے تاجدار ہونے کے باوجود ذاتی حال اس سلطان کا یہ تھا کہ وفات کے بعد اُن کے ذاتی خزانے کا جب جائزہ لیا گیا تو:

ماخرج غیر دینار صوری واربعین درهما ناصریة	ایک صوری اشرفی اور چالیس ناصریہ درہم کے سوا اور کچھ نہ نکلا۔[1]

(ابن اثیر ج ۱۲ ص۲۸)

ایک طرف (امام غزالی ہی کی صدی کا کچھ پیشتر کا) عضد الدولہ تھا جو چاہتا تھا کہ روزانہ اس کے خزانہ میں دس لاکھ درہم جب تک داخل نہ ہوں گے دم نہ لے گا، دوسری طرف صلاح الدین کا یہ حال ہے کہ اپنے خزانے میں کچھ نہ چھوڑوں گا ——— بقول ابن اثیر فاطمیوں کے مصری خزانہ کا صلاح الدین تنہا وارث ہوا تھا، مگر ان ہی کی شہادت

---

[1] ابن اثیر نے تو صرف درہم و دینار کے متعلق لکھا ہے۔ مؤرخ ابوالفدا جو اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ لم یخلف عقاراً ولا داراً۔ سلطان نے کوئی غیر منقولہ جائداد زمین وغیرہ کی شکل میں چھوڑی نہ کوئی ذاتی مکان چھوڑا۔

ہے کہ :

ففرقہ جمیعًا۔ (ج ۱۲ ص ۳) سلطان نے سارا خزانہ تقسیم کر دیا۔

یا ایک وہ کیفیت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھنے والے خطباء اور علماء تک بھی غیر شرعی لباس سے پرہیز نہ کرتے تھے، علماء دین کے بچوں تک کے گلوں میں طلائی طوق پڑے رہتے تھے۔ یا ایک حال صلاح الدین کا تھا کہ :

لم یلبس شیئًا مما ینکرہ الشرع۔ ایسی کوئی چیز کبھی نہ پہنی جسے شریعت نے ناجائز ٹھہرایا ہو۔

مولانا فرماتے ہیں کہ :

آخر آپ ہی بتائیے کہ بخت واتفاق کے پیچھے آدمی کہاں کہاں تک پناہ ڈھونڈے۔ اور مسلسل پیش آنے والے ان واقعات کی جو غزالی کے بعد اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں کیا توجیہہ کرے —— یہ جو کچھ ذکر ہوا مشرقی اسلامی دنیا کے خلفاء وسلاطین کا تھا، لیکن جب مغربی دنیائے اسلام (اندلس اور مغربی افریقہ) کے دینی انقلاب میں —— جس کا امام غزالی کے بغداد سے ہزاروں میل کا فاصلہ تھا، لوگوں کو امام غزالی کا ہاتھ نظر آتا ہے (جیسا کہ ابن خلدون نے روایت بیان کی ہے کہ "محمد بن تومرت جو مغرب میں موحدین کی دینی حکومت کا حقیقی بانی تھا، امام غزالی ہی نے اس کو ایک ملاقات میں ایک طاقتور دینی سلطنت کے قیام پر آمادہ کیا تھا۔") اور ہم اس مغربی حکومت کا یہ رنگ دیکھتے ہیں کہ موحدین کا دوسرا بادشاہ جس کا نام یوسف بن عبدالمومن تھا، صحیح بخاری اس کو زبانی یاد تھی، جہاد کی حدیثیں خود املا کراتا تھا، ساری زندگی یورپ کے عیسائی سلاطین سے اسلامی علاقوں کو واپس لینے میں اس کی گزری۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یعقوب جانشین ہوا جس کے متعلق الیافعی کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے :-

"شریعت کو پوری طاقت سے اس نے پکڑا تھا، معروف کا حکم دیتا تھا، منکرات کو اس نے روک دیا تھا۔ اس معاملہ میں بڑا دلیر تھا کسی جھجک کے بغیر وہ ان امور کو انجام دیتا تھا۔"

مغربی افریقہ کے سوا اندلس پر بھی اس نے دوبارہ اسلامی اقتدار قائم کر دیا تھا، بے تحاشہ دولت کا مالک تھا، مگر بایں ہمہ بالاتفاق مورخین کا بیان ہے کہ :

کان یلبس الصوف ویقف للمرأۃ والضعیف فیاخذ لھم حقھم من کل ظالم عنیف۔ (الیافعی ج ۳ ص ۴۴۲) بال کے بنے ہوئے کپڑے استعمال کرتا (یعنی کمبل پوش تھا۔) معمولی عورت اور کسی غریب کمزور کے لئے بھی کھڑا ہوتا تھا، اور بڑے سے بڑے ہیکڑی دکھانے والے ظالموں سے حق دلا کر رہتا تھا۔

(جب مغربی سلاطین تک کے ان حالات میں لوگوں کو امام غزالی کی کار فرمائی نظر آتی ہے۔) تو آخر میرے پاس اس تأثر کو بے بنیاد ٹھہرانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے، جب مشرق کے ان خلفاء و سلاطین و ملوک کے ان حالات میں مجھے غزالی کی روح کار فرما نظر آتی ہے ——— واقعہ یہ ہے کہ غزالی کے بعد کے خلفاء ملوک و سلاطین کے ان طبقات میں غیر معمولی انقلاب کی جن موجوں کو ہم متلاطم پاتے ہیں ان کے متعلق اس بات کا ثابت کرنا تو مشکل ہے کہ براہ راست امام کے کارندوں نے ان لوگوں کو متاثر کیا تھا، بلکہ محمد بن تومرت کیساتھ بھی امام غزالی کے جن تعلقات کا لوگ تاریخوں میں تذکرہ جن الفاظ میں کرتے ہیں ان سے عام تاریخی یقین کا پیدا ہونا بھی دشوار ہے، اور ذکر بھی اس واقعہ کا اتنا سرسری طور پہ دوسرے واقعات کے ضمن میں کر دیا گیا ہے کہ عوام ہی نہیں خواص تک کو بھی اس کی خبر نہ پہنچ سکی، اس لئے مولانا فرماتے ہیں کہ میرا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ یہ نتائج عملاً امامؒ کی ارادی کوششوں سے وابستہ تھے بلکہ :

"کہنا صرف یہ ہے کہ غزالی کے دل سے ایک آواز نکلی تھی، ان کے سامنے یہ قطعاً نہ تھا کہ کس کو سُنا رہے ہیں، خلفاء کو یا سلاطین کو، اُمراء کو یا وزراء کو عوام کو یا خواص کو، بس وہ صرف سنانا چاہتے تھے اور امید قائم کی ہوگی کہ سننے کی جس میں صلاحیت ہوگی اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس کو سنے گا۔ اور فائدہ اٹھائے گا۔ اور یہی واقعہ پیش آیا بھی۔"

خلفاء و سلاطین کے بعد وزراء | آپ کے سامنے ابتک تو آن خلفاء و ملوک ہی کی مثالیں گزری ہیں، جو یکے بعد دیگرے مشرق و مغرب میں غزالی کے بعد نمایاں ہوتے رہے، لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا غزالی کے سامنے کوئی خاص طبقہ نہ تھا۔ سارے مسلمانوں کے لئے ان کا خطاب عام تھا۔ پس اب ذرا خلافت و سلطنت کے بلند زینوں سے نیچے اُتر کر بھی دیکھئے۔

وزیر ابن ہُبیرہ | یہ اسی خلیفہ مقتفی باللہ کے وزیر ہیں جس کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ امام غزالی کی وفات کے کل ۳۰ سال بعد خلافتِ عباسیہ کے وزیرِ اعظم کے عہدے پر سرفراز ہوتے ہیں۔ نام تو ان کا یحیٰ تھا، ہُبیرہ جو اُن کے دادا تھے ان ہی کیطرف منسوب ہو کر ابن ہبیرہ کے نام سے مشہور ہوئے، بارگاہ خلافت سے جیسا کہ اس زمانہ میں عام دستور ہو گیا تھا، طویل دعریض القاب ارکانِ حکومت کے نام کے آگے پیچھے لگائے جاتے تھے، ابن ہبیرہ کو بھی

وزیر العالم، العادل، عون الدین، جلال الاسلام، صفی الامام، شرف الانام، معز الدولہ،
عماد الأمۃ، مصطفیٰ الخلافۃ، تاج الملوک والسلاطین، صدر الشرق والمغرب، سید الوزرا،

کا لمبا چوڑا خطاب ملا تھا، مگر جو حالات کتابوں میں اُن کے ملتے ہیں ان کو دیکھ کر یہی خیال گزرتا ہے کہ خود ابن ہبیرہ کے قلب میں نہ ان الفاظ کا کوئی وزن تھا اور نہ اس عہدے پر سرفرازی کے بعد آدمی جس جاہی و مالی اقتدار کا مالک ہو جاتا تھا اس اقتدار کی وقعت و قیمت بھی ان کی نگاہ میں پرِ پشہ سے زیادہ نہ تھی۔ ابن جوزی، ابن ہبیرہ

کے صرف دیکھنے والے ہی نہیں بلکہ اُن کے حلقۂ درسِ حدیث میں بیٹھنے والوں میں سے ایک ہیں، بڑی تفصیل سے عباسی خلافت کی اس عجیب وغریب شخصیت کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے۔ دو واقعے سننے کے لائق ہیں۔

(۱)

صحاح ستہ کی حدیثوں کی شرح میں انتہائی تدقیق وتحقیق سے الافصاح نامی ایک کتاب خود ابن ہبیرہ نے تصنیف کی تھی۔ اسی کا درس وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد ایک دن دے رہے تھے، مالکی مذہب کے ایک فقیہ نے خواہ مخواہ ایک مسئلہ میں الجھنا شروع کیا علماء کا حلقہ تھا، ہر ایک فقیہ کو سمجھاتا تھا، فن کی معتبر کتابیں لا لاکر دکھلائی جارہی تھیں، مگر فقیہ کا اصرار اپنی بات پر جاری رہا — قدرتاً ابن ہبیرہ کو اس اصرارِ بے جا پر غصہ آگیا اور زبان سے بے ساختہ یہ فقرہ نکل گیا:

بهيمة انت اما تسمع هؤلاء	تم نرے جانور ہو، کیا سن نہیں رہے ہو یہ تمام
يشهدون والكتب المصنفة	لوگ کس بات کی شہادت دے رہے ہیں، اور
وانت تنازع وتفرق المجلس۔	کتابوں سے کیا معلوم ہوتا ہے۔ مگر تم ہو کہ جھگڑتے
(شذرات ج ۴ ص ۱۹۳)	ہی چلے جارہے ہو، اور مجلس میں گڑبڑ پیدا کر رہے ہو"

کہنے کو تو ابن ہبیرہ نے اس وقت اُن کو "جانور" کہہ دیا، لیکن اس کے بعد اُن کے شریف نفس میں ذمہ داری کا احساس جب بیدار ہوا تو پھر کس حال میں وہ مبتلا ہوئے۔؟ یہی سننے کی بات ہے۔

لکھا ہے کہ اس دن کی مجلس تو ختم ہوگئی لیکن دوسری مجلس میں جب لوگ جمع ہوئے اور قاری نے قرأت کرنی چاہی تو ابن ہبیرہ نے اس کو روک دیا اور مالکی فقیہ کیطرف خطاب کرکے کہنا شروع کیا کہ کل آپ کے اصرار بیجا نے خواہ مخواہ ایک ایسے لفظ کو میری زبان پر جاری کر دیا کہ جب تک آپ اسی لفظ سے مجھ کو مخاطب نہ کرلیں گے درس شروع نہیں ہوسکتا۔ "آخر آپ کو "بہیمہ" (جانور) کہنے کا مجھے کیا حق تھا۔؟ میں اپنے اندر کوئی ترجیحی وجہ نہیں پاتا"۔ —— مجلس سناٹے میں آگئی خلافتِ عباسیہ کا وزیرِ اعظم الحاح واصرار کے ساتھ ایک معمولی مولوی کے سامنے قصور کا اعتراف کرکے یہ استدعا کررہا ہے کہ مجھے "بہیمہ" یعنی جانور آپ جب تک نہ کہہ لیں گے۔ میرے دل کو چین نہ ہوگا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اہلِ مجلس پر رقت طاری ہوگئی۔ لوگ رونے لگے، مالکی فقیہ بھی حد سے زیادہ شرمندہ تھا۔ وزیر سے کہہ رہا تھا، کہ قصور تو میرا تھا۔ مجھے معذرت پیش کرنی چاہیئے، مگر ابن ہبیرہ چلا چلا کر القصاص! القصاص! (بدلہ! بدلہ) کے لفظ دہراتے چلے جاتے تھے۔

آخر چند لوگ آگے بڑھے اور عرض کیا کہ ہم لوگوں کی رائے ہے کہ مالکی فقیہ کو آپ مالی مشکل میں کچھ معاوضہ ادا کردیں، مگر فقیہ کو اس سے بھی انکار تھا، بہت سمجھانے بجھانے پر بیچارہ سو اشرفیوں کے لینے پر آمادہ ہوگیا، اور بول

بات رفع دفع ہوئی۔

(۲)

طالب العلمی کے زمانہ میں ایک دن سڑک پر چلے جا رہے تھے پھٹے حال تھے، ایک سپاہی نے پھل کا ایک ٹوکرا اٹھانے کا حکم دیا۔ اور انکار کرنے پر ایک تھپڑ اس زور سے رسید کیا کہ ابن ہبیرہ کی داہنی آنکھ کی روشنی جاتی رہی۔ لیکن زندگی بھر اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔ اتفاقاً وزارت عظمیٰ کے زمانہ میں بجرم قتل وہی شخص گرفتار ہو کر ابن ہبیرہ کے سامنے لایا گیا، انہوں نے خون بہا ادا کر کے مدعیوں کو روانہ کر دیا۔ اور اس کو بھی پچاس اشرفیاں دے کر رخصت کیا، لوگوں نے اس غیر معمولی سلوک کی وجہ پوچھی، تب کہا کہ میری داہنی آنکھ کی روشنی جو غائب ہے۔ اس کا علم غالباً آپ لوگوں کو نہ ہوگا ——— قتل کے اسی مجرم کا یہ کرتوت ہے۔ پھر قصہ سنایا، اور آخر میں بولے کہ بدی کا بدلہ نیکی سے دینا چاہیئے، اس پر عمل کرنے کے لئے دل بے چین ہو گیا، اسی لئے اس کے ساتھ میں نے یہ خصوصی برتاؤ کیا۔

قاضی فاضل غزالی کے بعد وزراء کے طبقہ میں ابن ہبیرہ ان حالات میں تنہا نہیں ہیں، بلکہ کافی تعداد ایسے وزراء کی پائی جاتی ہے، کم از کم سلطان صلاح الدین کے وزیر با تدبیر قاضی فاضل سے کون ناواقف ہے، ابن عماد نے شذرات میں ان کے متعلق لکھا ہے:

كان نزهاً عفيفاً نظيفاً	بڑے پاکباز، پارسا اور باصفا بزرگ تھے۔
قليل اللذّات، كثير الحسنات	لذتوں کا حصہ ان کی زندگی میں بہت کم تھا۔
دائم التهجد ملازم القرآن	نیکیوں اور بھلائیوں کی ان کے ہاں کثرت تھی
والاشتغال بعلوم الادب	تہجد کے پابند اور قرآن کے ساتھ دائمی وابستگی
(ص ۳۲۵ ج ۴)	رکھتے تھے نیز ادبی علوم میں مشغول رہتے تھے۔

مالی حالت یہ تھی کہ علاوہ وزارت عظمیٰ کی تنخواہ کے ہندوستان اور مغرب میں وسیع پیمانہ پر ان کا تجارتی کاروبار پھیلا ہوا تھا۔ جاگیریں الگ تھیں۔ صرف ایک گاؤں ترنجہ نامی سے ابن عماد نے لکھا ہے کہ بارہ ہزار اشرفی آمدنی ہوتی تھی، مگر اس تمام آمدنی میں قاضی فاضل کا اپنا حصہ کتنا تھا۔؟

یہی ابن عماد لکھتے ہیں:

كان لباسه لا يساوي	دو اشرفی بھی ان کے لباس کی قیمت نہ
دينارين۔	ہوتی تھی۔

سواری جب نکلتی تو ایک غلام کے سوا کوئی ساتھ نہ ہوتا، بکثرت قبرستان جاتے، جنازوں کے ساتھ چلتے اور مریضوں کے گھر جا کر عیادت کرتے۔

(بشکریہ الفرقان لکھنؤ تیسرا انتخاب نمبر)

ہفتہ اقلیت اور قادیانی مسئلہ

جناب چوہدری رستم علی صاحب

قومی اسمبلی کی آئینی ترمیم اور قادیانی مؤقف

حکومت کے اقلیتوں کا ہفتہ منانے کے اعلان کے بعد عوام کے ذہن میں قادیانی مسئلہ ایک بار پھر ابھر آیا ہے۔ قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔ اور اس کے لئے آئین میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ لیکن قادیانیوں نے اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور وہ کھلم کھلا اس فیصلے کے خلاف اظہار خیال کر رہے ہیں۔ دن بدن ان کے اندازِ تحریر میں شدّت اور جارحیت پیدا ہو رہی ہے۔ ربوہ کا ماہنامہ الفرقان، لاہوری مرزائیوں کا آرگن پیغام صلح اور لائٹ اور قادیانی زعماء کی تقاریر اور تحریرات سے عیاں ہے کہ وہ قومی اسمبلی کے فیصلے کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہیں دیتے اور بڑے دھڑلے سے اپنے مسلمان ہونے اور حقیقی اسلام کے علمبردار ہونے کے دعویدار ہیں انہوں نے قانونی اور اخلاقی ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر بڑی ڈھٹائی سے ایک مہم شروع کر رکھی ہے۔ مسلم اکابرین کو قادیانی فریب کاروں سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

قادیانی مؤقف قادیانی حضرات کا آئینی ترمیم کے بارے میں مؤقف سر ظفر اللہ کے مضمون مطبوعہ ہفت روزہ لاہور مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۷۵ء میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ثاقب زیروی قادیانی کا پرچہ لاہور دراصل قادیانیوں کی پالیسیوں کا ترجمان ہے اور قادیانی جس بات کو خود کھلم کھلا الفضل، الفرقان وغیرہ میں لکھنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ اس کو وہ لاہور میں چھپوا کر عوامی ردعمل معلوم کرتے ہیں۔ سر ظفر اللہ نے اپنے مضمون "میرا دین" میں لکھا ہے کہ "آئین پاکستان کے فقرہ نمبر ۲۰ کی رو سے مجھے اپنے دین کے اعلان، اس دین پر عامل ہونے عامل رہنے اور اسکی اشاعت و تبلیغ کا حق حاصل ہے۔" اس کے بعد لکھتا ہے کہ "میرے دین کا نام پارلیمنٹ خواہ کچھ تجویز کرے میرا حق ہے کہ میں اپنے دین کا (جس طور پر میں اس پر ایمان رکھتا ہوں) آزادانہ اعلان کروں اور اسکی اشاعت کروں۔"

ان جملوں کے بعد کیا کسی وضاحت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ کہ قادیانیوں نے آئینی ترمیم کو نہ صرف قبول

کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بلکہ اس آئین کی رُو سے اپنے عقیدے کی ترویج اور قادیانیت کی تبلیغ کا علانیہ اظہار کر رہے ہیں ——

ہفت روزہ لاہور میں ایک اور قادیانی ماسٹر امیر عالم نے " دستور پاکستان کی خلاف ورزی" کے عنوان سے ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ اس کی آخری قسط ۱۹ اپریل ۱۹۷۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں قادیانی مصنف نے بڑی دریدہ دہنی کا ثبوت دیا ہے۔ اور اسمبلی، ممبران اسمبلی اور قوم کے باختیار اداروں کو مذاق کا نشانہ بنایا ہے۔

قادیانی مصنف لکھتا ہے :

" ایک کل رکنی خصوصی کمیٹی کا ڈھونگ رچا کر جس کی حیثیت —— خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ کی تھی۔ اور یہ فریق مقدمہ بھی تھی اور خود ہی منصف بھی۔ چند دین سے نابلد اور بد عمل غیر ذمہ دار ارکان اسمبلی کے ووٹوں سے اسے قانونی شکل دے دی گئی جو اسلامی قانون کی شق کو پورا نہیں کرتی۔ بلکہ بلا خوف تردید یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ مقننہ نے ترمیم جدید منظور کرنے میں اپنے منصبی اختیارات سے بہت بالاتر ہو کر کام کیا ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۸ میں اس بات کا واضح طور پر اعلان کیا گیا ہے، کہ مجلس قانون ساز کوئی ایسا قانون وضع نہ کر سکے گی جو بنیادی حقوق کو سلب کرتا ہو یا اسکی تخفیف کرتا ہو، کیونکہ دستور بالاتر چیز ہے۔ دستور ایک عام قانون کو ختم کر سکتا ہے۔ جبکہ عام قانون دستور کو ختم نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر کوئی ایسا قانون بنایا بھی گیا ہو جو بنیادی حقوق کی دستاویزات سے متصادم ہوتا ہو تو وہ نافذ العمل نہیں ہو گا۔ اور کالعدم قرار دیا جائے گا۔" ص۶

آگے چل کر قادیانی مصنف صاف طور پر لکھتا ہے کہ اسمبلی نے اپنے اختیارات سے بالاتر ہو کر یہ کام کیا ہے۔

" مجلس قانون ساز یہ ترمیم پاس کرنے کی مجاز نہ تھی اس نے ایسا کر کے دستور کی برتری ہی کو ختم نہیں کیا دستور کی عملاً خلاف ورزی کرنے کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ جو مجلس قانون ساز ایسے وقیع ادارے کے شایان شان نہیں لہذا متعلقہ ترمیم دستور پاکستان کی رو سے نافذ العمل ہونے کی بجائے کالعدم قرار دی جانی چاہئے۔" ص۷

مصنف نے بڑے طمطراق سے لکھا ہے کہ قادیانیوں کو " غیر مسلم اقلیت" قرار دینا طاقت کے بل پر آئینی دھاندلی کے سوا کچھ نہیں۔" ص۸

ان اقتباسات کی بنا پر مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱۔ قومی اسمبلی کو کل رکنی خصوصی کمیٹی بنانا محض ڈھونگ تھا۔

۲۔ اسمبلی کے ممبر بے دین، بدعمل، غیر ذمہ دار ارکان ہیں۔

۳۔ اسمبلی کو ترمیم کا اختیار ہی نہیں تھا۔

۴۔ قادیانی اصل مسلمان ہیں انہیں غیر مسلم قرار دینا طاقت کے بل پر آئینی دھاندلی ہے۔

ان امور کی روشنی میں قومی اسمبلی کی حیثیت، آئینی ترمیم، ممبران اسمبلی کے فیصلوں وغیرہ کے بارے میں قادیانی خیالات واضح ہو جاتے ہیں۔ ان پر ہم کچھ تبصرہ کرنے سے پہلے لاہوری مرزائیوں کا موقف بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ بھی انہیں خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اور اس طرح آئینی ترمیم اور ممبران اسمبلی کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور نجی محفلوں میں درشتین کی زبان میں گالی گفتار سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن ان کا انداز دگر ہے۔

لاہوری مرزائیوں کی انجمن اشاعت لاہور نے چوہدری شکر اللہ خان منصور مرزائی ایڈوکیٹ کا ایک پمفلٹ بعنوان "آئین پاکستان میں نئی ترمیم کا مفہوم قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہو سکتا" شائع کیا ہے، اس میں مرزائی مصنف نے لکھا ہے:

"عوام الناس کے مطالبہ اور متشددانہ ایجی ٹیشن کے باعث نیشنل اسمبلی نے آئین پاکستان میں ترمیم کر کے احمدیوں کی دو جماعتوں یعنی احمدیہ ربوہ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو آئین اور قانون کے مقاصد کے لئے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے آئین میں ایک منفی تعریفی شق کا اضافہ کیا گیا ہے۔" صـ۳

مرزائی مؤلف نے ترمیم کا متن نقل کر کے لکھا ہے کہ:

"ان جماعتوں کا غیر مسلم اقلیت قرار پانا اگر ان ناموں کی وجہ سے ہو تو وہ جماعتیں اپنے نام بدل کر اس سے خارج بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر آئین بنانے والوں کا یہ مقصد معلوم نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد ایسے عقائد سے ہے۔ جو کسی کو قرآن وسنت کی رو سے غیر مسلم بنا دیتے ہیں۔ چونکہ آئین کی رُو سے آئینی یا قانونی کوئی پروویژن ایسی نہیں بنائی جا سکتی جو قرآن وسنت کے خلاف ہو، اس لئے بقول مرزائی مؤلف جماعت احمدیہ ربوہ کا موقف تو ان لوگوں کو معلوم ہوگا، لیکن جماعت لاہور کو غیر مسلم اقلیت میں شامل کرنے کے لئے عمداً بڑے تکلف سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ انجمن عام مشہور مفہوم میں کوئی جماعت یا پارٹی نہیں جس کا ملکی سیاسیات سے کسی طرح کا کوئی واسطہ ہو، بلکہ یہ ایک ادارہ ہے جس کی تمام تر غرض وغایت اور سارا کاروبار از ابتداء تا آئندہ تبلیغ اسلام واشاعت قرآن ہے۔ اس ادارے کے اراکین مخلص ترین پاکستانی اور وطنِ عزیز کے کامل وفادار ہیں۔ اپنے عقائد کی رو سے راقم الحروف کے علم کے مطابق یہ لوگ آئین میں مندرجہ غیر مسلم کی تعریفی شق کی ذیل میں نہیں آتے۔" صـ۵

آخر میں مؤلف نے اپنے عقائد باطلہ کو قرآن و حدیث سے ناکام مطابقت دینے کے بعد لکھا ہے کہ :

"یہ ایمان کا معاملہ ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے جو لوگوں اور حکومتوں کے احاطۂ اختیار سے باہر ہے ۔ ہاں حکومتِ وقت کو اختیار ہے جو چاہے اور جس طرح چاہے سلوک کرے ، حکومت کے قانون ہمیشہ سے بدلتے اور بدلتے چلے آئے ہیں ۔ مگر خالقِ کائنات حاکمِ حقیقی کے قوانین کبھی نہیں بدلتے " ص ۳۲

قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے آپس میں لاکھ اختلافات ہوں لیکن ۷۴ء کی تحریک ختمِ نبوت میں ہم نے دیکھا کہ یہ دونوں مسلمانوں کی مخالفت اور قادیانیت کے تحفظ میں پیش پیش تھے ۔ پیغام صلح لاہور اور الفضل اور الفرقان کا لہجہ مختلف سہی مافی الضمیر ایک تھا ۔ اب سوال یہ ہے کہ جب قادیانی دستورِ پاکستان کی کھلی خلاف ورزی کر رہے ہیں ، اسمبلی کی بالادستی کو چیلنج کرتے ہیں ۔ اسے ایک ڈھونگ قرار دیتے ہیں اور دنیا کے کل مسلمانوں کو چند لاکھ قادیانیوں کے علاوہ پکے کافر قرار دیتے ہیں تو اس جراتِ رندانہ کے بعد قادیانی مسئلہ ایک ایسے کھلے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے جو نہ صرف دستور ، ایمرجنسی اور تحفظ امن عامہ کا مذاق اڑانے کے برابر ہے ۔ بلکہ کھلم کھلا بغاوت اور مسلمانوں کے جذبات کی پامالی کے مترادف ہے ۔

گذشتہ روز پیپلز پارٹی کے چیئرمین نے صوبائی اسمبلی میں اقلیتوں کی سیٹیں پر کرنے کے لئے کاغذات مانگے ہیں ایسے ہی قومی اسمبلی کی سیٹ بشیر طاہر نے پر کی ہے ۔ جو قادیانیوں یا لاہوریوں کے نزدیک ان کے نمائندے نہیں بلکہ قادیانی اپنا نمائندہ بھیجنا ہی نہیں چاہتے کیونکہ وہ "حقیقی مسلم" ہیں اور جو کوئی شخص غیر مسلم اقلیت کی سیٹ پر غیر مسلم بن کر آتا ہے ۔ وہ ان کے ہاں ان کا نمائندہ نہیں ۔ نمائندہ نامزد کرنا قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ ناصر احمد کا کام ہے ۔ اور لاہوریوں کے نزدیک ان کی انجمن کا یہ فریضہ ہے ۔ اس کے علاوہ کوئی شخص محض سیٹ حاصل کرے تو وہ چاہے مسلک کے لحاظ سے قادیانی ہی کیوں نہ ہو ان کا نمائندہ نہیں کہلا سکتا ۔

قادیانیوں کے اس طرزِ عمل کی روشنی میں ہمارے خیال میں دستور میں کی جانے والی ترمیم اپنے عملی نفاذ کی محتاج ہونے کے پیش نظر بے اثر بن کر رہ گئی ہے ۔ محض شناختی کارڈوں یا پاسپورٹ میں قادیانی ہونے کے اعلان کو اس کا عملی نفاذ نہیں کہا جا سکتا ۔ اگر کوئی شخص ختمِ نبوت کا منکر ہے ، مسلمانوں کو مطلق کافر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے ، ایک مدعی نبوت کی وحی پہ قرآن کی وحی کی طرح ایمان لاتا ہے ۔ اور اسے مدارِ نجات سمجھتا ہے ۔ اور پھر آئین کا کھلا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے حقیقی مسلمان ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے اور قانون حرکت میں نہیں آتا ، تو ہم اس کے لئے یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا دینی احساس مردہ ہوتا جا رہا ہے ۔ اور ہم قادیانی فتنہ انگیزوں کا محاسبہ کرنے میں تساہل برت رہے ہیں ——— اقلیتوں کا ہفتہ مناتے وقت ہمیں واشگاف

طور پر اعلان کرنا ہوگا کہ ہم آئین کی رو سے دی گئی مراعات کے تحت قادیانیوں کے دونوں فریقوں کے حقوق کا تحفظ کریں گے اور مرزا ناصر احمد اور انجمن اشاعت لاہور کو اس ہفتے اعلان کرنا ہوگا کہ ہم مرزا قادیانی کی تعلیم کے مطابق کہ وقت کا حاکم اولی الامر ہے۔ اور اس کی اطاعت فرض ہے۔ آئین کے فیصلے کو سچے دل سے قبول کرتے ہیں۔ اور پاکستان کے وفادار شہری ہونے کی وجہ سے ایک پُرامن غیر مسلم اقلیت کے طور پر رہنا چاہتے ہیں۔

ٹنڈر نوٹس

زیر دستخطی کو برائے کام "تعمیر ہسپتال گرم چشمہ" (ضلع چترال) بی اینڈ آر کے منظور شدہ ٹھیکیدار صاحبان سے جنہوں نے سال ۷۷-۱۹۷۶ء کی فیس داخل کی ہو ٹنڈر زیر دستخطی کے دفتر میں مطلوب ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:۔

تخمینہ لاگت	زر ضمانت	تاریخ ٹنڈر	میعاد
۸،۲۰،۰۰۰/-	۱۶،۴۰۰/-	۱۰-۷-۷۶	۱½ سال

ٹنڈر متعلقہ سپرنٹنڈنگ انجینئر بغیر وجہ بتائے منظور یا مسترد کر سکتے ہیں۔

ایگزیکٹو انجینئر بی آر ڈویژن چترال

INF (P) - 849

جناب پروفیسر محمد سلیمان اظہر ایم۔اے

خلیفہ بلا فصل

سیدنا ابوبکر الصدیق رضؓ

وہ امتیازات جس پر شیعہ حضرات کی کتابیں بھی شہادت دے رہی ہیں

شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی افضل امت ہیں، ہمیں حضرت علیؓ کے فضائل سے قطعاً انکار نہیں ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ انہیں افضل قرار دینا خلاف واقعہ ہے، کیونکہ اس منصب پر حضرت ابوبکر فائز ہیں۔ وہ شیعہ روایات کے مطابق صدیق ہیں جب کہ بنص قرآن صدیق کا مرتبہ انبیاء کے بعد افضل ترین ہے۔ وہ آنحضرتؐ کے بعد خلیفہ بلافصل ہیں اور یہ بات شیعہ روایات سے ثابت ہے۔ وہ اعلم امت ہیں اور یہ بات شیعہ روایات سے ثابت ہے۔ وہ اول المسلمین ہیں اور یہ بات بھی شیعہ روایات سے ثابت ہے۔ ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ اپنا دعویٰ آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

صدیق اکبر سب سے پہلے ہم کتب شیعہ سے حضرت ابوبکر کو صدیق ثابت کرتے ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے مشہور شیعہ کتاب کشف الغمہ ہے جس میں حضرت امام باقر سے کئے گئے ایک سوال کا جواب یوں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

"سألت اباجعفر محمد بن علی عن حلیة السیوف فقال لا بأس به قد حلّی ابوبکر رضی اللہ عنه سیفه قلت فتقول الصدیق فوثب وثبة واستقبل القبلة فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق اللہ قولاً فی الدنیا والآخرة" (ص ۲۲۰)

"یعنی امام ابوجعفر محمد بن علی سے سوال ہوا کہ تلوار کو مزین کرنا کیسا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایسا کیا تھا۔ سائل نے پوچھا آپ انہیں صدیق کہتے ہیں، امام نے انہیں تین بار صدیق کہا اور مزید فرمایا جو ابوبکر کو صدیق نہیں کہتا اللہ دنیا اور آخرت میں اسکی کسی بات کی تصدیق نہ کرے۔"

یہ امام محمد باقر بن زین العابدین کا خلیفہ اوّل کے متعلق ارشاد ہے، اب آپ " والذی جاء بالصدق وصدّق بہ۔" کی شیعہ تفسیر سن لیجئے۔ " وقیل الذی جاء بالصدق رسول اللّٰہ وصدق بہ ابوبکر" (مجمع البیان طبرسی جلد ۸ ص ۴۶۸) کہ " جاء بالصدق سے مراد رسول اللہ کی ذات گرامی ہے، اور " صدق بہ" کے الفاظ سے حضرت ابوبکر کیطرف اشارہ ہے۔ گویا شیعہ روایات کے مطابق ابوبکر کو صدیق کا لقب خود اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں عطا فرمایا ہے۔ اسی لئے تو شیعہ حضرات سے یہ لفظ ہضم نہیں ہوتا کسی نہ کسی طریق سے معاملہ طشت از بام ہو ہی جاتا ہے۔ مثلاً امام محمد باقر کے نسب نامہ میں مرقوم ہے :

" محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب امہ ام عبد اللّٰہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب واسمہ ولدہ جعفر وعبد اللّٰہ وامھما ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنہ " (کشف الغمہ ص ۲۲۰) کہ امام باقر کی والدہ کا نام ام عبداللہ بنت حسن ہے۔ ان کے بیٹوں کے نام جعفر و عبداللہ ہیں، اور آپ کی اہلیہ اور ان بیٹوں کی والدہ کا نام ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ ہیں، گویا ابوبکر صدیق بھی ہیں اور امام جعفر صادق کے نانا بھی ہیں۔

حضرات شیعہ ایک امام کے نانا کے متعلق اظہار خیال فرمائیں تو عنایت ہوگی اور نانا بھی وہ جسے عہد رسالت میں تمام لوگ صدیق کے لقب سے ملقب کرتے ہوں۔ ثبوت کیلئے اخبار الرجال کشی ص ۲۰ پر یہ روایت دیکھئے :

حدثنا ایوب بن نوح عن صفوان بن حمید عن فضیل الرسان قال سمعت ابا داؤد وھو یقول حدثنی بریدۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللّٰہ یقول ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ قال فجاء ابوبکر فقیل لہ یا ابابکر انت الصدیق وانت ثانی اثنین اذھما فی الغار فلو سألت رسول اللّٰہ من ھؤلاء الثلثۃ۔ قال انی اخاف ان اسألہ فلا اکون منھم فیعیرنی بنو تیم۔ قال ثم جاء عمر فقیل لہ یا اباحفص ان رسول اللّٰہ قال ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ۔ وانت الفاروق الذی۔ ینطق الملک علی لسانک فلو سألت رسول اللّٰہ من ھولاء الثلثۃ فقال انی اخاف ان اسألہ فلا اکون منھم فیعیرنی بنو عدی۔"

بریدہ اسلمی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے۔ ابوبکر آئے تو لوگوں نے ان سے عرض کیا۔ اے ابوبکر! آپ صدیق ہیں اور آپ ثانی اثنین کے عہدہ پر بھی فائز ہیں۔ آپ رسول اللہ سے

پوچھیں کہ وہ تین افراد کون سے ہیں۔ حضرت صدیق نے فرمایا کہ میں تو پوچھنے سے رہا کیونکہ میں اگر ان تینوں میں نہ ہُوا تو بنی تیم یعنی میرا قبیلہ مجھے عار دلائے گا۔ اس کے بعد عمرؓ آئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ فاروق ہیں اور فرشتہ آپ کی زبان پر بولتا ہے۔ اس لئے آپ رسول اللہ سے استفسار کریں۔ حضرت فاروق نے بھی اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر میں ان میں نہ ہُوا تو مجھے میرا قبیلہ بنو عدی عار دلائے گا۔"

اس شیعہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ رسالت میں صدیق کا لقب حضرت ابوبکر کیلئے عام استعمال ہوتا تھا اور ایک دوسری شیعہ روائت کے مطابق یہ لقب کسی عامی کا عطا کردہ نہ تھا بلکہ خود رسول اللہ نے دیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیے:

"لما كان رسول الله فی الغار قال لابی بكر كانی انظر الی سفينة جعفر فی اصحابه يقوم البحر وانظر الی الانصار محبين فی افنيتهم فقال ابوبكر وتراهم يا رسول الله قال نعم فارنيهم فمسح علی عينيه فقال له رسول الله انت الصديق۔" (تفسیر قمی ص ۲۶۶)

اس شیعہ روائت کا مطلب یہ ہے کہ سفرِ ہجرت میں جب رسول اللہ اور حضرت ابوبکر غارِ ثور میں مقیم تھے۔ رسول اللہ حضرت ابوبکر کو صدیق کے لقب سے ملقب کیا۔

اوّل المسلمین | صدیق کا لقب حضرت ابوبکر ہی کے لئے مناسب ترین ہے، کیونکہ وہی اوّل المسلمین بھی ہیں۔ جیسا کہ شیعہ روایات اسکی شاہد ہیں۔ مثلاً "اعلام الورٰی باعلام الھدٰی" میں یہ روایت موجود ہے:

"عن ابراهيم بن محمد بن طلحه قال قال طلحه بن عبد الله حضرت سوق بصری فاذا راهب فی صومعته يقول سلوا اهل هذا الموسم افيهم احد من اهل الحرم۔ قال طلحه نعم انا۔ فقال قد ظهر احمد بعد۔ قال قلت ومن احمد۔ قال ابن عبدالله بن عبد المطلب۔ هذا شهرة الذی يخرج فيه وهو آخر الانبياء مخرجه من الحرم ومهاجره الی نخل وحرة وسباخ ارض ذات الحجارة السود وسميت بها الارض الطيبه فاياك ان تسبق اليه۔ قال طلحه فوقع فی قلبی ما قال۔ فخرجت سريعاً حتی قدمت المكه فقلت هل كان من حدث۔ قال نعم۔ محمد بن عبد الله الامين تنبّأ۔ وقد تبعه ابن ابی قحافه۔ قال فخرجت حتی دخلت علی ابی بكر فقلت اتبعت هذا الرجل۔ قال نعم۔ فانطلق اليه وادخل عليه فاتبعه فانه يدعوا الی الحق۔ فاخبره طلحه بما قال الراهب۔ فخرج ابوبكر بطلحه فدخل به علی رسول الله فاسلم طلحه واخبر رسول الله بما قال الراهب فی خبر رسول الله بذالك۔" (اعلام الورٰی ص ۵۰-۵۱)

یعنی حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ میں بصریٰ گیا، وہاں ایک راہب نے پوچھا کہ قافلہ میں کوئی مکی بھی ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے کہا آپ کی غیر حاضری میں احمد ظاہر ہو چکے ہیں۔ میں نے پوچھا کون احمد؟ بولا احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، کیونکہ نبی آخرالزمان کے ظہور کا یہی مہینہ ہے۔۔۔۔ طلحہ کہتے ہیں کہ میں جلد واپس آیا۔ مکہ میں لوگوں سے کسی نئی تازی بات کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ محمد بن عبداللہ الامین نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اور ابوبکر نے اس دعویٰ کو تسلیم کر لیا ہے۔ طلحہ کہتے ہیں کہ میں ابوبکر کے پاس پہنچا اور پوچھا کیا آپ نے محمد کی اطاعت کر لی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اور مجھے بھی حق کی دعوت دی۔ پھر وہ مجھے لیکر دربار رسالت میں پہنچے اور میں بھی مسلمان ہو گیا۔

اس شیعہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر پہلے ماہ بعثت میں مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا اسلام پوشیدہ نہ تھا بلکہ شہرت پکڑ چکا تھا، عوام کو معلوم ہو چکا تھا۔ اگر حضرت علی بھی مسلمان ہو چکے ہوتے یا ان کا اسلام ظاہر ہو چکا ہوتا تو اہل مکہ طلحہ کو ان کا نام بھی بتاتے۔ لیکن دعوت ذوالعشیرہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی اس دعوت کے موقع پر جو تین سن نبوت میں ہوئی مسلمان ہوئے تھے۔ ان حالات میں آپ جان سکتے ہیں کہ اوّل المسلمین کون ہے۔

یہ اوّل المسلمین جو بعثت کے آغاز سے آنحضرت کی وفات تک سائے کیطرح آنحضرت کے ساتھ رہا۔ سفر و حضر میں کبھی مفارقت نہ ہوئی آنحضرت کے ارشادات و افعال کا سب سے بڑا حافظ و عالم نہ ہو تو اور کون ہوگا۔ حضرت علی کا تو اس وقت بچپن تھا پھر وہ سفر و حضر کے ساتھی بھی نہ تھے۔ پھر وہ آنحضرت کے بیٹوں کی مانند تھے۔ اس لئے رسول اللہؐ ہر قسم کی باتیں ان کے ساتھ نہ کر سکتے تھے۔ بہت سی باتیں اپنے ہم عمر احباب، اور ندیماء کے ساتھ ہی کی جا سکتی ہیں۔ حضرت ابوبکر نہ صرف اوّل المسلمین تھے بلکہ آنحضرت کے بچپن کے ساتھی اور رفیق تھے۔ بعثت سے قبل بھی دونوں کے دوستانہ تعلقات مسلّم تھے۔ اکٹھے اٹھتے بیٹھتے اور یکساں سوچ کے مالک تھے۔ اسی لئے حضرت ابوبکر نے آنحضرت سے نبوت کی کوئی دلیل طلب کی نہ معجزہ طلب کیا۔ ان کے لئے ان کے بچپن کے رفیق کی زبان ہی سب سے بڑی سند اور دلیل تھی۔ اس شخصیت کو ہم نے یونہی اعلم امت نہیں کہہ دیا بلکہ رسول اللہ نے خود ہی اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ نماز کا امام اعلم الناس ہونا چاہیئے، اور آپ نے اپنی آخری بیماری میں حضرت ابوبکر کو امام الصلوٰۃ بنا کر یہ ظاہر کر دیا کہ رسول اللہ کی نظر میں اعلم امت حضرت ابوبکر ہی ہیں۔ یہ مسئلہ ذرا تفصیل سے سن لیجئے۔

اعلم امت | فروع کافی میں ہے: ان رسول اللہ قال یتقدم القوم اقرأهم للقرآن وان کانوا فی القرأۃ سواء فاقدمهم فی الهجرۃ فان کانوا فی الهجرۃ سواء فاکبرهم سناً فان کانوا فی السن

سواء فليؤمّهم اعلمهم بالسنة وافقههم فی الدین ۔" (فروع کافی جلد ۳ ص ۴۷۶) کافی کی اس روایت کے مطابق جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ نماز کا امام وہ شخص ہونا چاہیئے جو قرآن کا سب سے زیادہ عالم ہو۔ اگر اس وصف میں کچھ لوگ برابر ہوں تو ہجرت میں مقدم شخص کو آگے کیا جائے ۔ اس کے بعد عمر کا لحاظ کیا جائے ۔ پھر علم حدیث اور فقہ کا لحاظ کیا جائے ۔ اور زیادہ عالم کو امامت کا موقع دیا جائے ۔

دوسری روایت یوں ہے : " ان اولی الناس بالتقدم فی جماعۃ اقرأهم للقرآن فان کانوا فی القرآۃ سواء فافقههم فان کانوا فی الفقه سواء فاقدمهم هجرۃ وان کانوا فی الهجرۃ سواء فاسنّهم فان کانوا فی السن سواء فاصبحهم وجهاً ۔" (من لا یحضرہ الفقیه ص ۱۰۳) یعنی سب سے پہلا امامت کا مستحق وہ ہے جو قرآن کا سب سے بڑا عالم ہو۔ پھر سب سے بڑا فقیہہ ۔ پھر ہجرت میں مقدم کا حق ہے ۔ پھر بڑی عمر والے کا حق ہے ۔ پھر زیادہ خوبصورت کا ۔ اتفاق کی بات ہے کہ حضرت ابوبکر ان تمام شرائط میں حضرت علی سے مقدم ہیں ، وہ بڑے عالم بھی ہیں ۔ ہجرت میں بھی حضرت علی سے مقدم ہیں ۔ عمر بھی زیادہ ہیں ، فقیہہ بھی زیادہ ہیں اور حضرت علی سے زیادہ خوبصورت بھی ہیں ۔ (ملاحظہ فرمائیے وہ شیعہ روایت جو حضرت فاطمہ سے منسوب ہے ۔ اور جس میں حضرت علی کا حلیہ بیان ہوا ہے ۔)

ایک اور روایت یوں ہے : " قال رسول اللہ امام القوم وافدهم فقدموا افضلکم ۔" (من لا یحضرۃ الفقیه ص ۱۰۳) رسول اللہ نے فرمایا کہ نماز میں اپنے میں سے افضل کو امام بناؤ ۔

ایک اور روایت یوں ہے : " قال رسول اللہ من صلی بقوم وفیهم من هو اعلم منه لم یزل امرهم الی سفال الی یوم القیامة ۔" (من لا یحضرہ الفقیه ۔ ص ۱۰۳) یعنی اگر اعلم کی موجودگی میں کسی دوسرے کے امامت کروا دی تو اس جماعت کے امور قیامت تک احمقوں کے تسلط میں چلے جائیں گے ۔

اسی کتاب کی ایک اور روایت یوں ہے : وقال علیه السلام ان سرکم ان تزکوا صلوتکم فقدموا اخیارکم (حوالہ مذکور) ۔ جناب رسالتمآب نے فرمایا اگر اپنی نماز کی ادائیگی عمدہ طریق سے چاہتے ہو تو اپنے بہترین شخص کو امام بناؤ ۔

ان روایات کو حضرت علیؓ کے اس فرمان کی روشنی میں دیکھا جائے ۔ " ان اولی الناس بالانبیاء اعلمهم بما جاءوا به ثم تلی ان اولی الناس بابراهیم للذین اتبعوه وهذا النبی والذین معه ۔ ثم قال ان ولیّ محمد من اطاع اللہ وان بعدت لحمته وان عدو محمد من عصی اللہ وان قربت قرابته ۔" (نہج البلاغة مصری جلد ۳ ص ۱۷۱)

مذکورہ روایات میں امامت کے لئے اعلم قرآن اعلم سنت ، افقہہ ، سب سے زیادہ خوبصورت ،

مقدم فی الهجرۃ۔ افضل۔ اخیر کی شرائط عائد کی گئی ہیں اور پھر رسول ت مالایطاق نہیں، ہر شخص اپنی ہمت اور وسعت

ان کے نزدیک ان تمام صفات میں حضرت ابوبکر سب سے آگے بس کی بات ہے۔ اپاہج و بیمار، غنی و نادار،

حضرت علی کے فرمان مذکور کی روشنی میں وہی رسول اللہ کا سب سے قریبی ہا و بچہ ہر طبقہ و ہر فرد، ہر حال و وقت

نعیم الابرار کے ان ارشادات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے کہ حضرت ابوبکر رض مطابق ہی آئے ہیں، یہی وہ رحمت ہے

نہ تھے۔ مطلبی نہ تھے، ہمیں تسلیم ہے کہ کچھ نہ تھے، لیکن اعلم امت تو تھے اور ا الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے

بھی کے اقرب بھی ہو گئے۔

خلیفۂ بلافصل اور یہی وہ مرتبہ ہے جس کے باعث صحابہؓ نے رسول اللہ کے اده کی تکلیف (کلمہ)

ان کے ہاتھ تھما دی تھی۔ اس بات سے کہ رسول اللہ کے بعد ان کے نائب و جانشین حضرت

صحابہؓ ہی واقف نہ تھے بلکہ اس دور کے کفار بھی اس حقیقت سے بخوبی آشنا تھے۔ مثلاً جنگ احد۔۔ نہیں

(حالت کفر میں) نے جنگ کے بعد اعلانیہ یہی پوچھا کہ تم میں رسول اللہ ہیں۔؟ تم میں ابوبکر ہیں۔؟ تم میں عمر ہیں

یہ بات تمام تاریخی کتب میں موجود ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر کی حیثیت اس وقت دوست دشمن

پر پوری طرح واضح تھی۔ یہ بات محض ظن و تخمین پر ہی مبنی نہ تھی بلکہ بطور حدیث قدسی شیعہ کتابوں مثل تفسیر صافی اور

تفسیر قمی میں موجود ہے۔

سنئے: آنحضرتؐ نے حضرت حفصہ کو فرمایا: "ان ابابکر یلی الخلافۃ بعدی ثم بعدہ ابوک۔

نقالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر۔" (صافی ص ۴۵۶) میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے اور

ان کے بعد حضرت عمر، ام المومنین حضرت حفصہ نے پوچھا کہ آپ کو یہ خبر کس نے بتائی۔ رسول اللہ نے فرمایا مجھے

خدائے علیم و خبیر نے خبر دی ہے ——— یہی روایت تفسیر قمی ص ۶۸۷ پر یوں وارد ہے۔" ان ابابکر یلی الخلافۃ

من بعدی ثم من بعدہ ابوک نقالت من اخبرک بھذا قال اللہ اخبرنی۔" یعنی میرے بعد خلافت

ابوبکر کو ملے گی اور ان کے بعد حضرت عمر کو۔ حضرت حفصہ نے پوچھا آپ کو یہ خبر کس نے بتائی ہے۔ رسول اللہ

نے فرمایا مجھے اللہ عزوجل نے یہ خبر دی ہے۔

حضرات شیعہ عموماً کہتے ہیں کہ یلی الخلافۃ میں تغلب زبردستی اور غصب کا مفہوم نکلتا ہے۔ کہ حضرات

ابوبکر و عمر زبردستی خلافت پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن اعتراض کرتے وقت ان کے اذہان سے وہ روایات نکل جاتی ہیں

جن میں آنحضرتؐ کی وفات کے بعد غسل و تکفین کے معاملات حضرت علی کے سپرد کئے گئے ہیں۔ وہاں بھی یلی کا لفظ

آتا ہے۔ شیعہ کے دعویٰ کے مطابق اس کا ترجمہ کچھ یوں ہوگا کہ میرے (آنحضرتؐ) غسل و تکفین کے معاملات پر

حضرت علی زبردستی اجارہ دار بن جائیں گے۔ کیا یہ ترجمہ شیعہ حضرات کو قبول ہے۔؟

سواء فلیؤمہم اعلمہم بالسنۃ وانقہہم فی ا
جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ نماز کا امام وہ شخص
کچھ لوگ برابر ہوں تو ہجرت میں مقدم شخص
کا لحاظ کیا جائے ۔ اور زیادہ عالم کو
دوسری روایت یوں ۔
فی القرآۃ سواء فانقہہم علم
فان کانوا فی السنۃ سوا علمہم و
مستحق وہ ہے جو قرآ

مولانا حافظ محمد اشرف صاحب
صدر شعبۂ عربی اسلامیہ کالج ، پشاور

قسط ۔ ۲

بی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ، اور دنیا کو ایسا دین دے گئے ، جو ہر رنگ و صورت میں رحمت و
عمر والے
شاہکار تھا، آپ نے رسم و رواج کے نیچے دبی ہوئی دنیا کو ان نامناسب بوجھوں سے نجات دلائی ،
ہب کے نام پر تجرد ، ترک لذائذ اور ریاضات شاقہ ، رہبانیت ، ترک دنیا ، نفس کشی اور ایذا رسانی جسم کی جو صورتیں
رائج تھیں ان کو ایک ایک کر کے توڑا ، اور سہولت و راحت ، نرمی و اعتدال ، دین و دنیا کی وحدت والا ایک ایسا
روشن دین پیش کیا جس پر ہر طبقہ اور ہر قوم ، ہر فرد خواہ عورت ہو یا مرد ، ہر حال و ہر وقت میں عمل پیرا ہو سکے ، قرآن
نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کارنامہ کو ان الفاظ میں پیش فرمایا :

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ
الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا
عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ
یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ
عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ
وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ
عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ
کَانَتْ عَلَیْھِمْ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَ
اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ ○

(الاعراف ایت ۱۵۷)

جو لوگ کہ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں
جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا
ہوا پاتے ہیں ۔ (جن کی صفت یہ بھی ہے) وہ
ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں
سے منع کرتے ہیں ، اور پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے
حلال بتلاتے ہیں ۔ اور گندی چیزوں کو (بدستور)
ان پر حرام فرماتے ہیں ۔ اور ان لوگوں پر جو بوجھ
اور طوق تھے ، ان کو دور کرتے ہیں ، سو جو لوگ
اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں ۔ اور
ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے
ہیں ، اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں ، جو انکے
ساتھ بھیجا گیا ہے ، ایسے لوگ پوری فلاح پانے
والے ہیں ۔

اسلام آسان ہے، اس میں کسی قسم کی تنگی و سختی اور تکلیف مالایطاق نہیں، ہر شخص اپنی ہمت اور وسعت کے بقدر اس پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ "دین" ہر ایک کے بس کی بات ہے۔ اپاہج و بیمار، غنی و نادار، حاکم و محکوم، سرمایہ دار و مزدور، زمیندار و کسان، عورت و مرد، بوڑھا و بچہ ہر طبقہ و ہر فرد، ہر حال و وقت اس پر عمل پیرا ہو سکتا ہے کہ دین کے احکام ہر شخص کی گنجائش و وسعت کے مطابق ہی آئے ہیں، یہی وہ رحمت ہے جس کا نام و نشان شاید ہی کسی دوسرے مذہب میں ملتا ہو۔ قرآن کریم نے بنی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی سہولتوں کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا ہے۔ نمونۃً چند پیش کرتا ہوں۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط (البقرۃ - ایت ۲۸۶)

خدا کسی کو اسکی گنجائش سے زیادہ کی تکلیف (کلمہ) نہیں دیتا۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ اِلَّا مَا اٰتٰهَا ط (الطلاق - ۷)

خدا تعالیٰ کسی شخص کو اس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جتنا اسکو دیا ہے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (البقرہ - ۱۸۵)

اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں ...

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط (حج ایت ۷۸)

اور تمہارے لئے دین میں اس نے (خدا نے) تنگی نہیں کی۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان ھذا الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ۔

(جمع الفوائد ص ۳۴ ج ۱ بحوالہ بخاری و سنن نسائی)

یہ دین آسان ہے جو کوئی شخص دین سے سختی میں مقابلہ کرے گا تو دین اس کو مغلوب کر دیگا۔ ...

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

ایھا الناس خذوا من الاعمال ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا وان احب الاعمال الی اللہ مادام وان قل۔

(جمع الفوائد ص ۳۴ ج ۱ بحوالہ بخاری و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ)

اے لوگو! اتنا ہی عمل کرو جتنا برداشت کر سکو کیونکہ جب تک تم نہ اکتا جاؤ خدا نہیں اکتاتا۔ خدا کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہی عمل ہے جو دائمی ہو گو تھوڑا ہو۔ ...

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا :

لا تشددوا علی انفسکم فانما ھلک من کان قبلکم بتشدیدھم علی انفسہم (جمع الفوائد ج ۱ ص ۳۵)	اپنے نفسوں پہ (دین کے بارے میں) سختی نہ کرو کہ تم سے پہلے لوگ اپنی اپنی نفسوں پہ سختی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

ایک جگہ ارشاد ہے :

انما انا بعثت بالملۃ السمحۃ أو السھلۃ الحنفیۃ البیضاء ۔ (مسند ابن حنبل ج ۵ ص ۲۶۶)	میں تو سہل اور آسان روشن حنفی دین دے کر بھیجا گیا ہوں ۔

...

دین کی یہ سہولت و دریا نہ روی جملہ عبادات و معاملات ، اخلاق و معاشرت انفرادی و اجتماعی اعمال میں ساری و طاری ہے جسکی تفصیل کی قلت وقت کیوجہ سے گنجائش نہیں ۔

رحمت محمدیہؐ کا پرتو اس نظام اقتصاد و معاشیات میں بھی نمایاں ہے ۔جو آپ نے پیش فرمایا ، جس میں سرمایہ دارانہ ظلم نہیں ۔ مالی رقابت کی بناء پر طبقاتی کشمکش وگروہی کشاکش نہیں ۔ بلکہ ہر طبقۂ انسانی دوسرے طبقہ کا ہمدرد وغمگسار ، معاون و مددگار ، خیر خواہ و خدمتگار اور بھائی بھائی بن کر زندگی گزارنے والا ہے ، اس طرح جو قانون اور نظام عدل دیا گیا ۔ وہ ساری انسانیت کیلئے رحمت و فلاح و بہبود کا الٰہی دستور ہے ، جس میں کسی خاص طبقے گروہ ، جماعت یا فرد کیلئے ظالمانہ مراعات و تحفظات کا کوئی چور دروازہ نہیں بلکہ اس میں ہر ایک کے حقوق کی حفاظت ، اسکی دارین کی ترقی کا انتظام ہے ، جس میں نہ کسی پر ظلم ہے اور نہ کسی کو ظلم کی اجازت دی جاتی ہے ۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث قدسی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ محرما فلا تظالموا ۔ (صحیح مسلم)	اے میرے بندو ! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور اسکو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے تو تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو ۔

عدل میں اپنے پرائے ، دوست و دشمن ، شاہ و گدا کا امتیاز روا نہیں رکھا گیا ۔ بلکہ ہر ایک کیلئے عدل کا ترازو برابر ہے ۔ قرآن بار بار گویا ہے ۔

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ ط (الشوریٰ ۔ ۱۵)	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کردں ۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۔
(المائدہ ۔ ۹)

اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر باعث نہ ہو جائے کہ تم عادل نہ کرو۔ عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۔ (الانعام ۔ ۱۵۲)

اور جب بات کہو پس انصاف کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت پر ایک بڑا کرم یہ کیا کہ ملکوں، قوموں اور قبائل میں بٹی ہوئی انسانیت کو "وحدت آدمیت" کا سبق دیا۔ اور رنگ و نسل و وطن و قوم، امیر و غریب، سرمایہ دار و مزدور، زمیندار و کسان اور دیگر انسانی عصبیتوں اور گروہوں میں بٹی ہوئی انسانیت کو اخوت کا ایسا پیام دیا کہ جس کے اپنا لینے کے بعد دنیا امن و چین، محبت و الفت، مواسات و ہمدردی کا گہوارہ بن جاتی ہے، اور علاقائی اور ملکی یا عالمگیری جنگیں ہوں یا طبقاتی جھگڑے سب ختم ہو جاتے ہیں۔ اس ترقی یافتہ دور میں بھی "اقوام متحدہ" قوموں کے اختلاف کا نشان ہے۔ لیکن "وحدت انسانیت" کا نظریہ، رحمت محمدیہ، کا وہ عطیہ ہے جس سے پوری انسانی نسل "جسد واحد" بن جاتی ہے۔ اور حسد و منافست، تنافر و غضب کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۔
(الحجرات ۔ ۱۳)

اے انسانو! تحقیق ہم نے تم کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا ہے، اور ہم نے تم کو (مختلف) قومیں اور قبیلے بنا دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

دوسری جگہ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ
(النساء ۔ ۱)

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار (آدم) سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ (یعنی نسل انسانی اسی ایک جوڑے سے وجود میں آئی۔)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا۔ (کنز العمال ص ۲۲ ج ۲ بحوالہ مسند احمد عن معاذ)	مجھ سے قریب وہ لوگ ہیں جو متقی ہوں۔ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔ (یعنی جنس و وطن و مقام کی قید نہیں)

حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا :

ایھا الناس الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمر الا بالتقوٰی۔ (مسند احمد)	لوگو ! ہاں بیشک تمہارا رب ایک ہے اور بیشک تمہارا باپ ایک ہے، ہاں عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کے سبب سے۔

"اخوت عامہ" کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ (بخاری و جمع الفوائد ص ۳۹۵ ج ۲ بحوالہ صحاح)	آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو اور سب مل کر خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

یگانگت و بھائی چارے کا یہ پیغام صرف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا ہوا جنکا کام ہی یہ تھا کہ ؎

تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایک ابر رحمت تھا جو پیہم موسلا دھار بارش کیطرح برستا رہا۔ گلزار و خارزار، دوست و دشمن اس افادۂ رحمت میں برابر کے شریک تھے۔ آپ ہدایت ربانی کے سب سے بڑے مبلغ اور توحید الٰہی کے داعی اکبر ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ تبلیغ پھولوں کی سیج نہیں، اور کسی آبلہ پا کا اس سے سلامت گذر جانا آسان نہیں، لیکن رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ہر قسم کی اذیت و تکلیف سہنے کے سراپا لطف و رحمت نرمی و ملاطفت و عفو و درگذر تھے۔ قرآن کریم نے گواہی دی :

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ	اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب آپ ان کے واسطے نرم ہوئے اور آپ اگر تند خو اور سخت

لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۔ (آل عمران ۔ ۱۵۹)　　طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ (بخاری کتاب الاداب) یہی سبب ہے کہ زہر ہلاہل کھلا دینے والی یہودیہ کو درگزر فرما دیا۔ قریش مکہ نے وہ کون سا ظلم و تکلیف تھی جو نہ پہنچائی ہو۔ وہ کون سی اذیت تھی جس سے دریغ کیا ہو۔ مکہ کی زندگی میں شعب ابی طالب کی المناک محصوری، پتھروں کی بارش، کانٹوں کا بچھایا جانا فرق اقدس پر (العیاذ باللہ) خاک و گندگی تک ڈال دینا، سجدہ کی حالت میں اونٹ کی بچہ دانی و اوجھ کو سر پر ڈال دینا، ہر قسم کی ملاحیاں، غرض وہ کیا ستم نہیں تھا، جو یہ ظالم ایجاد نہ کرتے ہوں۔ اپنا مولد و منشاء اور اللہ تعالیٰ کا محبوب گھر ان کی وجہ سے چھوڑنا پڑا، اور ہجرت کے بعد بھی ایک دن چین کا سانس نہ لینے دیا گیا، لیکن واہ رہی اُلفت و رحمت، جب کوکبۂ نبوت اپنے پورے جلال و عظمت کے ساتھ فتح مکہ کے دن حرم میں داخل ہوتا ہے۔ تو خون کے پیاسوں کو یہ کہہ کر درگزر کر دیا جاتا ہے۔

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین ۔ (الکنز ص ۲۹۲ ج ۲)　　آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف فرمائے وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

اذھبوا انتم الطلقاء ۔ (حیاۃ الصحابہ ص ۱۵۷ ج ۱)　　جاؤ تم سب کے سب آزاد ہو۔

...

سفر طائف کا دن رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا شدائد کے لحاظ سے سخت ترین دن تھا۔ غیرت حق جوش میں آکر اہل طائف کو ان کی گستاخی پہ پہاڑوں کی چکی میں پیس دینا چاہتی تھی، لیکن رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تکلیف کو بھول جاتے ہیں۔ اہل طائف کو ہلاکت سے یہ کہہ کر بچا دیتے ہیں کہ:

بل ارجوان یخرج اللہ عزوجل من اصلابھم من یعبد اللہ عزوجل وحدہ لا یشرک بہ شیئا ۔ (بخاری ص ۴۵۸ ج ۱ و مسلم وغیرہ)　　(میں انکی ہلاکت نہیں چاہتا) بلکہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے جو ایک اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والے ہوں اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔

احد میں خون میں نہا کر دانت شہید کروا کر زبانِ مبارک سے صرف یہی کلمات نکلے: اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ۔ "اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ نہیں جانتے کہ میں کون ہوں"۔

ایک دفعہ چند لوگوں نے کفار کے ظلم سے تنگ آکر درخواست کی کہ ان کے حق میں بددعا فرما دیجئے، جواباً فرمایا "میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مشکوٰۃ کتاب الاخلاص)

غرض ہر حال میں رأفت ورحمت کا دریا بہتا رہا۔ اور صرف اس پر ہی اکتفا نہیں فرمایا، امت کی ہدایت کیلئے فرط شفقت ورحمت میں گھلتے رہے۔ "دائم الاحزان" ہونا آپ کی صفت بن گئی، یہاں تک اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات کو کہ جس نے مبعوث فرمایا تھا، بار بار اس اندوہ وغم سے چھٹکارا دلانے کیلئے کہنا پڑا:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا (الکہف - ۶)

سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس بات (قرآن) پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دیدیں گے (یعنی اتنا غم نہ کریں کہ آپکی جان پر بن جائے۔)

...

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (الشعراء - ۳)

شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے) اپنی جان دیدیں گے۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ۔ (النمل - ۷۰ والنحل ۱۲۷)

ان پر غم نہ کیجئے۔

...

یہ غم آپ کا کفار کیلئے تھا۔ پھر مسلمانوں پر شفقت کا کیا عالم ہوگا۔ امت کے غم میں راتوں کو روتے روتے ہچکی بندھ جاتی، ابلتی ہوئی ہنڈیا کی طرح بلکنے کی آواز آتی۔

ایک یہودی کا بچہ مسلمان ہوا خوشی سے بے اختیار پکار اٹھے۔ الحمد للہ الذی انقذ بی نسمۃ من النار۔ سب تعریف اللہ کی ہے جس نے میرے ذریعے ایک جان کو جہنم کی آگ سے آزادی دی۔

ایک چور کا ہاتھ کٹتا ہے، رنگ مبارک متغیر ہو جاتا ہے۔ (مستدرک حاکم ص ۳۸۳ ج ۴) بعض کا قول ہے رو پڑتے ہیں۔) قربان جائیے رحمت کا کیا ٹھکانا ہے۔

رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا تذکرہ واحاطہ کسی شخص کی بساط نہیں۔ چند باتیں نمونۃً اس تھوڑے وقت میں پیش کر دی گئیں۔ سلام ہو اس رحمت مجسم پر اور درود ہو اس آیۂ رأفت وشفقت پر جو آیا اور اپنی رحمت سے کونین کو پر بہار بنا گیا۔ اپنی بات کو اقبال سہیل کے چند اشعار پر ختم کرتا ہوں۔

خلق خدا کا راعی آخر، دین ہدیٰ کا داعی آخر
جسکی دعوت اَسْلِمْ تَسْلَمْ صلی اللہ علیہ وسلم

ارض وسما میں آیۂ رحمت، روز جزا میں سایۂ رحمت
اسکی لوائے حمد کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

آئینۂ الطاف الٰہی، رحمت جسکی لا متناہی

جسکی ہدایت ارحم ترحم صلی اللہ علیہ وسلم

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے گالی دی پتھر برسائے

اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

سَم کے عوض دارو دے شفا دی طعن سنے اور نیک دعا دی

زخم سہے اور بخشا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰھم صلی وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد امام الخیر وقائد الخیر و رسول الرحمۃ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

پروفیسر ایم۔ اے چوھدری

علماء بریلی اور تکفیر مسلمین

مشغلہ ان کا ہے تکفیرِ مسلمانانِ ہند
ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف
(ظفر علی خان)

بریلوی مکتب فکر کے ذمہ دار علماء نے حال ہی میں حرمین الشریفین کے ائمہ کرام کی تکفیر اور ان کے پیچھے ادا کی گئی نماز لوٹا دینے کے فتوے صادر کئے۔ یہ مضمون اس کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ (ادارہ)

ہندوستان میں اسلام عموماً اولیاء کرام کی تبلیغ سے پھیلا ہے۔ بڑے بڑے بزرگانِ دین ہندوستان میں تشریف لائے اور عوام اُن کے فیضِ نظر کی بدولت دولتِ اسلام سے مالا مال ہوئے۔ ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ نے اتنے لاکھ ہندو مسلمان کئے اور فلاں ولی نے اتنے ہزار کافروں کو مشرف باسلام کیا اس قسم کے بزرگ ہماری تاریخ کا مایۂ صد افتخار ہیں۔

لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انگریز اپنے منحوس قدموں کے ساتھ جب ہندوستان میں وارد ہوا تو اُس نے اپنی حکومت کے قیام کی خاطر جہاں مصنوعی نبی پیدا کئے وہاں جعلی بزرگانِ دین کا طائفہ بھی تیار کیا اور ان دنوں ذرائع کو کام میں لا کر تفریق بین المسلمین کے کام کو سرانجام دیا اور اپنی حکومت کی عمر کو دراز کرنے کے لئے مشہور اصول "DIVIDE AND RULE" یعنی لڑاؤ اور حکومت کرو" پر عمل پیرا ہو کر کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

اس وقت پیشِ نظر صرف مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور اُن کے متبعین کے چند وہ فتاویٰ ہیں۔ جو انہوں نے انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے اور علماءِ حق کی تحریکِ آزادی کو ضعف پہنچانے کے لئے جاری کئے۔ اس بات کی سب سے بیّن دلیل یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں نے اس وقت جبکہ ہندوستان دار الحرب تھا۔ اور تمام مسلمان انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کیلئے منظم ہو رہے تھے۔ ایک کتاب بنام ——— "اعلام الاعلام بأنّ ھندوستان دارالاسلام" ——— (یعنی اس بات کا واضح اعلان

کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔) شائع کرکے ہندوستان کی تحریک آزادی کو شدید نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور انگریز کی خوشنودی اور رضا جوئی کیلئے ملت اسلامیہ سے بے وفائی کی۔

تحریک آزادی کا کوئی خوش قسمت لیڈر ہی آپ کی نظر کرم سے محفوظ رہا ہو گا آپ نے پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کی سیاسی، سماجی اور اصلاحی تحریکوں کا کوئی رہنما آپ کی نظر کرم سے محفوظ نہ رہے۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی آپکی ناوک افگنی سے بچ گیا تو اس کی کسر آپ کے جانشین، علماء بریلی نے پوری کر دی۔

اس مختصر مضمون میں ان تمام باتوں کی تفصیل تو نہیں آسکتی ہاں "مشتے نمونہ از خروارے" کے مصداق چیدہ چیدہ باتیں ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کروں گا۔ آج پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد نوے کروڑ سے زیادہ ہے۔ اور تمام مسلمان اپنی کثرت تعداد کو نگاہ فخر سے دیکھتے ہیں۔ چند دن قبل استنبول میں اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی جو کانفرنس شروع ہوئی تھی اس میں بھی اس بات کا ذکر کیا گیا تھا کہ تمام دنیا میں مسلمان نوے کروڑ سے زیادہ ہیں جن میں تیس کروڑ اقلیت کی حیثیت سے زندگی گذار رہے ہیں۔

لیکن اگر مذکورہ بالا کانفرنس کے منتظمین کو ہمارے محترم خان صاحب اور ان کی جماعت کے فتوؤں کا علم ہو جائے کہ "فلاں کافر اور فلاں کافر اور جو اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر" تو اُن کی تمام خوشی کافور ہو جائے اور دنیا میں نوے کروڑ کی بجائے چند گنے چنے لوگ ہی مسلمان نظر آئیں بلکہ ان کو اپنے مسلمان ہونے میں بھی شک پیدا ہو جائے، لیکن خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اُن کو جناب خان صاحب کے فتوؤں کا علم نہیں ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بعض اوقات جہالت بھی انعام خداوندی بن جاتی ہے، کافی غور و خوض کے بعد معلوم ہوا کہ جناب خان صاحب اور دیگر بریلوی حضرات کی کافر گری کا علم نہ ہونا بھی نعمت خداوندی ہے۔

جناب خان صاحب اپنے ملفوظات حصہ دوم ص۱۰۵ پر گوہر افشانی فرماتے ہیں:

"آجکل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ اُن کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں، ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ اُن کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہو گا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان (حیوان سے نکاح چہ معنی دارد۔؟) محض باطل اور زنائے خالص ہو گا اور اولاد ولد الزنا۔"

مندرجہ بالا عبارت میں خان صاحب نے سب سے پہلے روافض یعنی شیعہ حضرات کو مرتد کہا ہے۔ دوسرے نمبر پر وہابیوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ بھی مرتد ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سعودی عرب کے حکمران جناب عبدالوہاب نجدی امام احمد بن حنبل کے پیرو تھے۔ اور اصطلاحاً انہی کو وہابی کہا جاتا ہے۔ جناب شاہ فیصل شہید اور موجودہ حکمران سعودیہ عربیہ جناب شاہ خالد دونوں وہابی حنبلی نجدی ہیں۔ اور حرمین الشریفین کی اکثریت بھی اپنے

حکمرانوں کے مسلک کی پردہ ہے۔ اگر یہ لوگ کافر ہیں تو پھر مسلمان کون ہوتے۔؟ مولانا ظفر علی خان صاحب نے فتوے دیکھ کر انہی کے متعلق فرمایا تھا ؎

مشغلہ ان کا ہے تفسیقِ مسلمانانِ ہند　　ہے وہ کافر جسکو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

تیسرے نمبر پہ دیوبندیوں کو مرتد شمار کیا ہے۔ دیوبندی مکتبِ فکر کے علماء اور مسلمانوں کی تعداد لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ اور دارالعلوم دیوبند کی دینی، مذہبی، قومی، ملی، علمی، عملی اور سیاسی خدمات سے کوئی کوتاہ بین ہی انکار کر سکتا ہے۔ اکابرین دیوبند پہ کئی حضرات نے ریسرچ کر کے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ دارالعلوم کا فیض صرف ہند و پاک تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے اکثر ممالک کے طلباء اور علماء یہیں سے فیض حاصل کر کے اپنے ملکوں میں اشاعتِ اسلام کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ حضرات ہند و پاک کے علاوہ افغانستان، برما، ملایا، انڈونیشیا، ملائیشیا، چین، ایران، ترکی، سعودی عرب اور افریقی ممالک میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اور اپنے اپنے ملک میں خدماتِ اسلام اور تبلیغ دین کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی خدمات کا اعتراف دوست دشمن ہر ایک نے کیا ہے۔ مولانا ظفر علی خان نے دارالعلوم دیوبند کی شان میں ایک طویل نظم لکھی تھی جس کا مقطع درج ذیل ہے ؎

شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند　　ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

الغرض! خان صاحب نے مذکورہ بالا فتوے کی وجہ سے ایرانی، سعودی عربی، ہندوستانی اور پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت کافر و مرتد قرار پائی ہے۔ فیا للعجب۔

خان صاحب کے مذکورہ بالا فتویٰ میں یہ بھی درج ہے کہ ان فرقوں کا نکاح نہ انسان سے ہو سکتا ہے نہ حیوان سے۔ انسان سے تو نکاح کا ہونا ظاہر ہے، لیکن حیوان سے انسان کا نکاح کس طرح ہوتا ہے۔؟ بریلوی حضرات ہی جانتے ہوں گے۔ شکر ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں وغیرہ کا نکاح حیوانوں سے نہیں ہو سکتا۔ کیا خان صاحب اور ان کے ہمنواؤں کا نکاح حیوان سے ہو سکتا ہے۔؟ بیّنوا توجروا۔ ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز　　کبوتر با کبوتر باز با باز

حضرت خان صاحب کے دیوبندیوں وہابیوں وغیرہ کے بارہ میں کچھ مزید ارشادات بھی قارئین کرام کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔ ہر ارشاد پہ تبصرہ کرنے کی نہ گنجائش ہے نہ ضرورت۔ قارئین خود ہی اندازہ فرمالیں۔ چنانچہ ملفوظات حصہ اوّل صـ۱۲۴ میں ارشادِ گرامی ہے:

"عرض۔ اسماعیل دہلوی کو کیا سمجھنا چاہیئے۔؟ ارشاد۔ میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے۔ اگر کوئی کافر کہے تو منع نہ کریں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد و اشرف علی

کے کفر میں جو شک کرے وہ کافر من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر"

معاذاللہ! اگر شاہ اسماعیل شہید یزید کی طرح ہیں تو انہوں نے جن سکھوں اور انگریزوں سے جنگ کی اور جہاد کیا وہ تو خانصاحب کے نزدیک درجۂ حسین پر فائز ہوں گے۔

جناب خان صاحب ملفوظات حصہ اوّل ص۴۰ پر فرماتے ہیں: "وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔" دوسری جگہ ملفوظات حصہ اوّل ص۱۱۱ پر ارشادِ گرامی ہے: "عرض۔ وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں۔؟ ارشاد۔ کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔"

خان صاحب کی ایک دوسری کتاب ہے "احکامِ شریعت" اس کتاب کے حصہ اوّل ص۱۲۲ پر رقمطراز ہیں: رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نامِ الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔"

دیوبندیوں اور وہابیوں کے متعلق اسی کتاب کے ص۱۲۹ جلد اوّل میں تحریر فرماتے ہیں: "نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز، بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے۔"

قارئین کرام! یہاں تک تو محترم خان صاحب کے وہ فتاویٰ درج کئے ہیں جو کہ دیوبندیوں، وہابیوں نجدیوں وغیرہ کو مرتد اور کافر بنانے کیلئے دئے گئے۔ اب آپ کے سامنے جناب سر سید احمد خان کے متعلق اعلیحضرت کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جس میں ان کو بھی مرتد کہا گیا ہے۔ حالانکہ برِّصغیر کی تاریخ میں سرسید احمد خان مسلمانوں کے ایک خاص مکتبِ فکر کے رہنما تھے۔ اور برِّصغیر کے مسلمانوں کی مادی ترقی کا خیال سب سے پہلے سرسید کے ذہن میں آیا اور ان کی دنیوی فلاح کی خاطر علی گڑھ میں یونیورسٹی قائم کی۔ آپ نہایت ہی مرنجاں مرنج قسم کے انسان تھے۔ لیکن محترم خانصاحب کی تکفیر سے نہ بچ سکے۔ چنانچہ ملفوظات حصہ سوم ص۶۶ پر لکھا ہے:

"عرض۔ بعض علی گڑھی کو سید صاحب کہتے ہیں۔ ارشاد۔ وہ تو ایک خبیث مرتد تھا حدیث میں ارشاد فرمایا: لاتقولوا للمنافق سیداً فانہ إن یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم۔ منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب کو غضب دلایا——۔"

یہاں تک تو تمام عبارات خانصاحب کی کتابوں سے پیش کی ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کو کافر بنانے میں کیا کیا خدمات سرانجام دی ہیں۔ اب ان کے متبعین کی ناوک انگنی کا ملاحظہ بھی کر لیجئے۔ دیوبندیوں، وہابیوں، شیعوں، نجدیوں وغیرہ کے متعلق تو یہ حضرات اپنے امام جناب خانصاحب کے مسلک پر قائم ہیں،

لیکن مسلمانانِ برّصغیر کے وہ رہنما جو خانصاحب کی تیر اندازی سے بچ گئے تھے ان کے متبعین کی تفنگ بازی سے جانبر نہ ہو سکے۔ بریلوی حضرات کی ایک مشہور کتاب "تجانب اہل السنۃ" ہے۔ اب اس کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔ اس کتاب بریلوی مکتب فکر کے مشہور عالم اور خانصاحب کے دست راست مولوی علی صاحب وغیرہ کی تصدیقات موجود ہیں۔

سب سے پہلے بانئ پاکستان جناب محمد علی جناح کے متعلق کفر کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ تجانب اہل السنۃ ص۱۲۲ پر لکھا ہے۔ "بحکم شریعت مسٹر جینا (محمد علی جناح) اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بناء پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اسے مسلمان جانے یا اُسے کافر نہ مانے یا اس کے مرتد ہونے میں شک رکھے یا اسکو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر ہے۔"

اہالیانِ پاکستان! اب آپ خود فیصلہ کر لیجیے کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو کافر کہہ کر مسلمان رہنا چاہتے ہو یا اُسے مسلمان مان کر کافر بننا چاہتے ہو۔ میرے خیال میں چند ایک بریلوی حضرات کے علاوہ پاکستان میں جناب قائد اعظم کو اور کوئی کافر نہیں سمجھتا، لہٰذا بریلویوں کے نزدیک تمام پاکستانی مسلمان بھی کافر ٹھہرے۔ ایران اور سعودی عرب کے مسلمان تو پہلے ہی خانصاحب کے فتوؤں کی وجہ سے کافر ہو گئے، اب پاکستانی مسلمان بھی کافر بنا دیئے گئے۔

اب لگے ہاتھوں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کے متعلق بھی بریلویوں فتویٰ ذہن نشین کر لیجیے تاکہ بوقت ضرورت کام آئے۔ مولانا اولاد رسول نے مارہرہ شریف سے ایک رسالہ "الجوابات السنیۃ علی زہاء السوالات اللیگیہ" شائع کیا تھا اس کے ص۱۱ پر مسلم لیگ کے اساسی مقاصد کے بارہ میں لکھا ہے "صریح محرمات ضلالات بلکہ منجر بکفریات" اور اسی رسالہ میں حزب الاحناف لاہور کے مولوی ابوالبرکات سید احمد صاحب کا یہ فتویٰ درج ہے۔"

"لیگ کی حمایت کرنا اس میں چندے دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا ہے۔"

اب مصورِ پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ کے متعلق ان کے خیالات کا اندازہ کر لیجیے، علامہ اقبالؒ وہ ہستی ہے۔ جسے نہ صرف پاک و ہند کے مسلمان مفکرِ اسلام تسلیم کرتے ہیں بلکہ اب تو عربوں میں بھی علامہ اقبالؒ کی تصنیفات کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور موصوف کی تصنیفات کا ترجمہ عربی زبان میں ہو رہا ہے۔ چنانچہ تجانب اہل السنۃ ص۲۲ پر مرقوم ہے۔ "ڈاکٹر صاحب کی زبان پر شیطان بول رہا ہے۔" اور ص۲۴۵ پر لکھا ہے: "اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں، تو معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے کوئی

اور اسلام گھڑلیا ہے ۔" اب مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حالی کے متعلق بھی تجانب اہل السنۃ کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں ص ۲۸۹ پر رقمطراز ہیں ؛

" ان صلح کل لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلیؒ اور الطاف حسین حالیؒ اور زمانۂ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبالؒ بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں ان کی صلح کلیت اپنی حد سے گذر کر نیچریت اور دہریت تک پہنچی ہوئی ہے ۔"

بریلوی حضرات کے یہ خیالات "سیرۃ النبی" "الفاروق" اور "سیرۃ النعمان" جیسی نابہ نازکتابوں کے مصنف مولانا شبلیؒ اور "مدوجزر اسلام" کے مصنف مولانا حالیؒ کے متعلق ہیں ۔ یہ دونوں بزرگ ان کے نزدیک دہریت زدہ تھے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ ــــ

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

آخر میں برصغیر پاک وہند کی دیگر بڑی بڑی مسلمان تحریکوں ، تنظیموں اور جماعتوں کے متعلق بھی بریلویوں کے خیالات ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح تمام تحریکوں کو تیغ تکفیر سے قتل کیا بلکہ مثلہ کیا ہے ۔ تجانب اہل السنۃ ص ۵۳ پر لکھا ہے

" وھابیہ ، دیوبندیہ وقادیانیہ وروافض ونیاچرہ وخاکساریہ وچکڑالویہ واحراریہ وجتادھاریہ (حسن نظامی دہلوی کے مرید) وآغاخانیہ ووھابیہ غیر مقلدین ووھابیہ نجدیہ ولیگیہ غالیہ وصلح کلیہ غالیہ ، اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بحکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار و مرتدین ہیں ۔ ومدعی اسلام ان میں سے کسی کو قطعی یقینی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر و مرتد ہے ۔"

میں تمام مسلمانان پاکستان سے التماس کرتا ہوں کہ وہ بریلوی حضرات کے مندرجہ بالا فتووں پر غور فرمائیں اور ان حضرات کے حالیہ کفریہ فتووں کو بھی ذہن میں رکھیں جو انہوں نے حرمین شریفین کے ائمہ کے متعلق صادر فرمائے ہیں ، جن کو طوالت کے پیش نظر یہاں نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا ، اور پھر ان سے سوال کریں کہ آپ کے نزدیک دنیا میں مسلمانوں کی تعداد کیا ہے ۔ ؟ آپ کو مسلمانوں کو کافر بنانے میں کیا فائدہ نظر آتا ہے ۔ ؟ اور اگر تمہارے اکابر نے کسی وقتی مصلحت کے تحت غلط فتویٰ دیدیا تھا تو کم ازکم تم تو اُن کی اندھی تقلید نہ کرو ۔ اور ہمارے اسلاف کی مانند کفار کو مسلمان بنانے کی کوشش کرو نہ کہ مسلمانوں کو تیغ تکفیر سے ذبح کرتے رہو ۔

آخر میں میں بریلوی مکتب فکر کے اعتدال پسند علماء سے بھی التماس کرتا ہوں کہ خدا کیلئے مسلمانوں کی تعداد کو نوّے کروڑ سے بڑھانے کی کوشش کیجئے ، کافروں کو اسلام میں لانے کی جدوجہد کیجئے مسلمانوں کو کافر بنانے سے گریز کیجئے ۔

آپ کی کتابوں کے مندرجہ بالا فتوؤں کی رو سے ، ایران و عراق بوجہ شیعت کافر ٹھہرا ، سعودی عرب نجدی وہابی ہونے کی بنا پر کافر بنا ۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان کچھ دیوبندی ہونے کی وجہ سے اور کچھ مسلم لیگی احراری اور خاکسار ہونے کی وجہ سے مرتد ہو گئے اور جو باقی بچے وہ قائد اعظمؒ کو مسلمان کہنے کی بنا پر جہنمی ٹھہرے ۔ اور دنیائے اسلام کے باقی ماندہ مسلمان سعودی عرب کے وہابی نجدی حکمرانوں شاہ فیصل شہیدؒ اور شاہ خالد کو مسلمان کہنے کی وجہ سے کفر کی زد میں آگئے ۔

للہ بتائیے ! اب دنیا میں مسلمان کون رہا ۔ ؟

قیامت کے دن علماء سے یہ سوال ہوگا کہ تم نے کتنے لوگوں کو اسلام کی راہ بتائی ۔ ؟ اس وقت آپ لوگ کیا جواب دیں گے ۔ ؟ کیونکہ آپ نے تو تکفیر مسلمین کا فریضہ ہی سرانجام دیا ہے ۔

خدارا مسلمانانِ عالم کے حال پر عموماً اور مسلمانانِ پاکستان کے حال پر خصوصاً رحم پر اپنی تکفیر کی توپوں کے منہ بند کر دیجئے ، اُمت پر آپ کا یہ بہت بڑا احسان ہوگا ۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔

--

اسلامی ملک کا بجٹ
اور
غیر اسلامی خدوخال

- عوام کی بنیادی ضروریات اور حکومت کی ذمہ داری
- سادگی اور کفایت شعاری
- خاندانی منصوبہ بندی
- شراب
- جُوا
- اسلامی تعلیم و تبلیغ

قومی اسمبلی کے موجودہ بجٹ سیشن میں ۱۷ر جون ۱۹۷۶ء بروز جمعرات حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حسب ذیل خطاب فرمایا جو ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے مرتب کر لیا گیا آپ نے یہ تقریر بوجہ ضعف و علالت بیٹھ کر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

محترم سپیکر صاحب! میں کچھ عرصہ سے قلب کے عارضہ میں مبتلا ہوں اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کے محترم اور معزز ارکان بجٹ پر مفصل اظہار خیال کر چکے ہیں اور کریں گے۔ میں اصولی طور پر ایک بات عرض کروں گا کہ ہمارے اور دیگر پارلیمانی ملکوں کے بجٹ میں فرق ہے دیگر قومیں عوام کی خواہشات اور اپنے حالات کے مطابق بجٹ بناتی ہیں۔

کیا قیام پاکستان کا مقصد صرف کرسیاں تھیں؟ | اور یہ پاکستان جو ہے اسکی بنیاد میں ایک نظریہ تھا اور یہ ایک مقصد کی خاطر بنایا گیا تھا، اور وہ یہ کہ یہاں اسلام کی حکمرانی ہوگی اس کا مقصد صرف چند کرسیوں میں اضافہ کرانا نہیں تھا کہ چند کرسیاں ہمیں مل جائیں گی اور نہ صرف اس لئے پاکستان بنایا گیا تھا کہ ہم یہاں نماز پڑھ سکیں یا روزہ رکھ سکیں یا حج جانے پر پابندی نہ ہوگی اور نماز روزہ حج کی بھی ہمیں ہر حالت میں پابندی کرنی ہے مگر یہ چیزیں ہم پاکستان نہ بنتا تب بھی کر سکتے تھے، اور یہ سب عبادتیں اب بھی ہندوستان میں کر سکتے ہیں اور اس وقت بھی کر سکتے تھے، نہ اس کی بنیاد کوئی جغرافیائی اور اقتصادی تھا۔ اور یہ مقصد اتنا واضح ہے کہ اسکی وضاحت کی ضرورت نہیں اسی خاطر ملک تقسیم ہوا، پاکستان بنا کہ یہاں اسلام کی حکمرانی ہوگی یہاں اسلامی طرز حکومت ہوگی، یہاں دستور اسلامی ہوگا اور دستور اسلامی کا معنی یہ کہ اوّل سے لیکر آخر تک جتنے امور ہیں وہ سب خدا کے قانون کے مطابق ہوں گے۔

یہ ہے مقصد اگر اس نمونہ کو ہم یہاں قائم کر دیں تو حقیقت یہ ہے کہ دنیا اس سے ضرور متاثر ہوگی۔

عوام کو بنیادی ضروریات کی فراہمی | تو اسلامی دستور کے لحاظ سے بجٹ میں بھی اس کا لحاظ رکھنا ہے کہ جتنے بھی اشیائے صرف ہیں، بنیادی ضروریاتِ زندگی اسکی کفالت حکومت کرتی ہے اور وہ سب کے لئے مہیا کرتی ہے۔ آپ فرمائیں گے کہ یہ تو بہت بڑا دعویٰ ہے، مگر میں ایک دو واقعے پیش کروں گا، ایک واقعہ تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ہے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ خلیفہ بنے تو رات بھر تہجد پڑھتے اور روتے رہتے بیوی نے پوچھا کہ لوگ کرسی پر بیٹھ کر خوش ہوتے ہیں، اور آپ کا کام ہر وقت رونا ہے اور کچھ نہیں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا بیوی آپ کو کیا معلوم قیامت کا دن آنے والا ہے۔ خداوند تعالیٰ خود حاکم اور قاضی ہوں گے اور حضور اقدس ؐ دعویٰ فرمادیں گے تو مجھ پہ اگر وہ یہ دعویٰ کریں کہ اسے عمر بن عبدالعزیز چند دن کی یہ حکمرانی قوم کی اللہ نے آپ کو دی تھی تمہاری نگرانی میں ایک شخص نے ایک رات جیل میں بلاوجہ کیوں کاٹی حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے تھے کہ خدا کی قسم اگر کسی اونٹ کو خارش کی بیماری ہو اور اس کے مالش کیلئے تیل اور دوائی نہ ملے تو عمر مسئول ہوگا، اور اس سے پوچھا جائے گا۔

—— تو جناب سپیکر صاحب! اس سے اندازہ لگائیں کہ اسلامی دستور نے ملک کے تمام باشندوں کی کتنی رعایت کی نہ صرف انسانوں کی بلکہ حیوانوں کی بھی۔

عوام کی مشکلات اور حکومت کا فرض | پھر تمام کے حقوق پورے کرنے میں یہ بھی گذارش کروں کہ حکومت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ خود رعایا کے حالات اور مشکلات سے اپنے آپ کو باخبر رکھے تب یہ کام چلے گا چنانچہ حضرت عمرؓ کا طریقہ یہ تھا۔ کہ رات کو گشت کیا کرتے تھے، ایک دفعہ وہ رات کو گشت کر رہے ہیں، ایک بڑھیا خیمہ میں ہے۔ اور چند بچے اس کے ساتھ ہیں وہ رو رہے ہیں، حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا، تو جواب میں کہا کہ ان کے کھانے کو کچھ نہیں، یہ بھوک سے رو رہے ہیں اور ہم اس لئے آئے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کر دیں، تو حضرت عمرؓ نے خود جا کر بیت المال سے کھانے پینے کا سامان اٹھا لائے اور اسلم ان کے ساتھ ہیں، ان کے غلام ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت مجھے دیجئے میں لے جاؤں گا، فرمایا قیامت کے دن تجھ سے نہیں پوچھا جائے گا۔ مجھ سے پوچھا جائے گا میں امیر المومنین ہوں تو مجھ سے پوچھا جائے گا، اسلم فرماتے ہیں کہ مجھے وہ بوری آپ نے نہ دی جا کر خود روٹی پکائی، ہانڈی پکا کر برتن میں ڈال کر بچوں کو کھلایا اس کے بعد بڑھیا کی زبان سے ایک بات نکلی کہ کل قیامت کے دن ہمارا ہاتھ ہوگا اور حضرت عمر کا گریبان ہوگا۔ ہم اس کو گریبان سے پکڑلیں گے کہ ہم کیوں بھوکے رہے حضرت عمرؓ کانپ اٹھے اور فرمایا کہ بڑھیا تم جو عمر کی شکایت کرتی ہو کیا تم نے ان کو کوئی درخواست دی ہے، خبردار بھی کیا، تم نے ان کو اطلاع بھی دی، بڑھیا نے کہا نہیں ہم نے تو کوئی اطلاع نہیں

دی۔ تو فرمایا کہ پھر قیامت کے دن کیسے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالو گے، بڑھیا نے کہا کہ امیرالمؤمنین کا یہ فرض ہے، حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ خود معلوم کرے کہ ملک میں کتنی غربت ہے، کتنا افلاس ہے۔؟ کون بھوکے ہیں۔؟ یہ امیرالمؤمنین کا فرض ہے، اگر وہ یہ فرض ادا نہیں کرسکتا تو امیرالمؤمنین کے منصب سے مستعفی ہوجائیں جب قوم کے حالات سے وہ باخبر نہیں تو اسے کیا ضرورت ہے کہ ایسے نازک منصب پر بیٹھا رہے، تو گذارش ہے کہ اسوقت ہمارے عوام کی حالت بہت خراب ہے وہ مہنگائی کا شکار ہیں۔

اضافہ مہنگائی کے بارہ میں تضاد بیانی اور یہ ہمارے حق پر وزیر خزانہ صاحب نے جو یہ خوشخبری دی کہ اس سال نرخوں میں ۵ فیصد سے زیادہ اضافہ نہیں ہوا۔ (تو حکومت کے اقدامات خود اسی دعویٰ کی تردید کرتے ہیں۔) حالانکہ سیمنٹ کی قیمتیں حکومت نے پچھلے دنوں بڑھائیں، ریلوے کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا۔ ہوائی جہاز کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا، بجلی اور سوئی گیس کے نرخوں میں اضافہ کیا گیا، یہ اضافے ۳۰ فیصد حکومت نے کئے اور اب کہا گیا کہ مہنگائی میں ۵ فیصد اضافہ ہوا ہے، جبکہ قوم کی حالت یہ ہے کہ اسے اشیائے صرف نہیں ملتیں۔ پنڈی میں گھی نہیں ملتا صوبہ سرحد جائیں وہاں گھی نہیں ملتا۔ سیمنٹ کا یہ حال ہے کہ ایک ایک بوری کے لئے لوگ ترستے ہیں اور ڈبل قیمت پر خریدتے ہیں تو یہ حقیقت ہے کہ مہنگائی اس وقت بہت زیادہ ہے۔

محترم سپیکر صاحب! ہمارے بجٹ میں ایسی تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں کہ ہم کسی طرح عوام کی جھونپڑی/ درفلاس کو دور کرسکیں۔ اسکی ایک صورت یہ ہے کہ غیر ترقی یافتہ علاقوں اور خطوں کے اندر انڈسٹری اور کارخانے قائم کئے جائیں کہ وہاں کے لوگوں کو مزدوری ملے۔

میرے حلقہ کی حالت میں جس حلقہ سے منتخب ہوا ہوں یعنی حلقہ نوشہرہ، اس کا ایک علاقہ خٹک کے نام سے مشہور ہے، اٹک کے پل سے لیکر چراٹ تک اور اٹک سے نظام پور تک پہاڑی علاقہ ہے۔ پہاڑ ہی پہاڑ ہیں، دونوں طرف ہزاروں کی آبادی اور دیہات ہیں، مگر اس علاقہ میں نہ پانی ہے نہ ہسپتال کا بندوبست ہے۔ کبھی پنجاب سے آٹا آتا ہے تو مہنگے داموں اسے خریدتے ہیں اور گذر اوقات کرتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بار بار کہا تھا کہ اگر اس علاقہ کا سروے کیا جائے۔ اگر وہاں سیمنٹ کے کارخانے ماربل کے کارخانے قائم کئے جائیں تو اس طرح وہاں کے غریبوں کے لئے روزی کی ایک سبیل نکل آئے گی۔ حکومت اور پاکستان کا بجٹ اسلامی دستور کے ماتحت ہونا چاہیئے اور اسکی ذمہ داری ہونی چاہیئے کہ عوام کو ضروری اشیاء فراہم کرسکے۔

کفایت شعاری اور سادگی دوسری بات یہ عرض ہے کہ کفایت شعاری، سادگی بڑی ضروری ہے۔ ہمارے خسارے اس وقت تک دفعہ نہیں ہوں گے جب تک ہم فضول مسرفانہ اخراجات میں کمی نہیں کریں گے۔ اور جیساکہ رات پروفیسر غفور صاحب نے گذشتہ سال اور اس سال کے اخراجات کا تفاوت اور اضافہ پیش کیا۔ مگر ہمارے

سامنے تو اسلامی حکومت اور اسلامی دستور کے نمونے موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ جب بیت المقدس فتح کرنے جارہے تھے تو جسم مبارک پر جو لباس تھا اس میں بارہ ٹکڑے لگے ہوئے تھے، اور وہ فلسطین شام بیت المقدس فتح کر رہے ہیں اور ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہیں ایک مہمان آیا تو چراغ بجھا دیا، مہمان جب اٹھ کر جانے لگا تو چراغ جلا دیا، مہمان نے پوچھا حضرت یہ کیوں، ؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں سرکاری کام کرنے یہاں بیٹھا ہوا ہوں اور یہ چراغ میں جو تیل ہے۔ یہ بھی بیت المال کا ہے تم جو یہاں آئے ہو میرے پاس تو آپ کا سرکاری کام نہیں، ذاتی کام ہے، تو اب اگر تم نے مثلاً دس پندرہ منٹ یہاں لگائے، تو اس میں جو تیل جلے گا بیت المال کا تو اسکی جوابدہی مجھے دینی پڑے گی۔ حضرت عمرؓ جو شام کے قیصر اور کسریٰ کے خزانوں کے مالک ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ وہ جو کی روٹی بغیر چھنے ہوئے کھا رہے ہیں، گورنر شام بھی ساتھ بیٹھے ہیں، انہوں نے کہا حضرت شام میں تو آٹا اچھا ملتا ہے اور بہت ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ بتلاؤ کہ میرے ملک کا غریب سے غریب جنگل کا رہنے والا، دور پہاڑوں کا رہنے والا اس کو آٹا بہتر ملتا ہے۔ میدے کا آٹا، گندم کا آٹا ملتا ہے، کہا نہیں، یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ فرمایا جب تک میں ملک کا حاکم ہوں اس ملک کا آخری غریب بھی جو کھائے گا میں بھی وہی کھاؤں گا۔ یہ کفایت شعاری اور یہ حالات تھے، تو میرے خیال میں ہمیں بھی کفایت شعاری پر زور دینا چاہئے اور اخراجات کو کم کرنا چاہئے ایک اور بات یہ عرض کرنی ہے کہ ہمارے آمد و خرچ کی جو مدات ہیں مصارف اور آمدنی، تو اس میں بھی ہم آزاد نہیں ہیں۔ اور دیگر پارلیمانی ملکوں کی طرح نہیں ہیں، وہ تو عوام کی خواہشات اور حالات کو دیکھتے ہیں، ہم عوام کو بھی دیکھیں گے اور حالات کو بھی دیکھیں گے اور ساتھ ہی قرآن و سنّت کو بھی، اور اللہ تعالیٰ جو حاکم ہے اس کو بھی دیکھیں گے۔ کہ یہ اقدام ہم کریں یا نہ کریں، تو ہمارے بجٹ اور دوسرے کے بجٹ میں فرق ہے۔ تو وہ جمہوری نام سے عوامی نام سے جس طریقہ پر چاہیں کر سکتے ہیں۔

اب ہمارے بجٹ میں آمد و خرچ کے بعض ایسے مدات ہیں، مثلاً خاندانی منصوبہ بندی جس کے لئے کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔ تو ہم اس میں اوروں کو نہ دیکھیں کہ ہندوستان میں خاندانی منصوبہ بندی ہے۔ انگلینڈ اور یورپ میں ہو رہی ہے۔ اس لئے کہ ان کے عقیدے اور ہمارے عقیدے میں فرق ہے ہمارے عقیدے میں اللہ رازق ہے۔ اور خاندانی منصوبہ بندی اللہ تعالیٰ کو ایک چیلنج ہے کہ آپ نے تو وعدہ رزق دینے کا کیا تھا اور یہ لوگ تو بھوک سے مر رہے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ افرادی قوت کو بڑھاؤ تنا کحوا وتوالدوا فانی مکاثر بکم الامم یوم القیامۃ۔ تو ہم دوسرے ملکوں پر نظر نہ ڈالیں کہ وہ اپنی افرادی قوت گھٹا رہے ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ یہ تو پاکستان ہے، ہمارا ملک اسلامی ریاست کہلاتا ہے، ہمارا مذہب اسلام ہے۔ تو ہمیں ہر بات میں قرآن کو دیکھنا ہے کہ اس نے کسی چیز کو ناجائز تو نہیں کہا اور ہم نے ناجائز کو جائز تو نہیں کہا۔

شراب اور جوا دوسری بات یہ کہ جوا کے لئے گھوڑ دوڑ پر ٹیکس بڑھا دیا، اور شراب کے اوپر ٹیکس بڑھا دینے سے بات نہیں بنتی، بیشک ان ٹیکسوں سے آمدنی تو ہو گی، مگر جیسا کہ کنوئیں میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈال دیں تو سارا کنواں پلید اور سارا پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ پاکستان کے پاک خزانے میں شراب کے ٹیکسوں اور جوا کے ٹیکسوں کی آمدنی تو آپ شامل کریں گے مگر یہ آمدنی سب مالیات کو بے برکت اور پلید کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم ترحمون۔ یہ شراب اور یہ جوا اور یہ تیروں سے قرعے ڈالنا یہ سب شیطانی کام ہیں۔ فاجتنبوہ تم اس سے رک جاؤ چار دفعہ اللہ نے منع فرمایا، تو میں کہتا ہوں کہ یہ شراب بند کر دو۔ اور خدا کی قسم اگر آپ قوم سے کہہ دیں کہ ہم نے تمام ناجائز آمدنی اور ٹیکس ختم کر دیئے اور تمہیں اس کے بدلے کنوئیں سے نکالے جانے والے پانی پر بھی حکومت کو ٹیکس دینا ہو گا۔ تو قوم میں اتنا احساس ہے اتنی بیداری ہے کہ قوم خوشی سے وہ خسارہ بھی پورا کر دے گی۔

معاشی اصلاح معاشرتی اصلاح پر موقوف ہے۔ ایک بات مزید عرض ہے کہ ہماری معاشی حالت بہت بہتر ہو گی۔ کہ معاشرتی اصلاح ہو جائے اور معاشرتی اصلاح تب ہو سکتی ہے کہ معاشرہ کی حالت بہتر ہو معاشرتی اصلاح ہو اور معاشرتی اصلاح اور حالت تب بہتر ہو گی۔

اسلامی تعلیم و تبلیغ ہمارے اندر دین کی تعلیم اور تبلیغ ہو تو میں یہ عرض کروں کہ کروڑوں روپیہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر لگایا جا رہا ہے اور ٹیکس میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس سال بھی تو ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم ان ذرائع سے قوم کی اخلاقی اور معاشرتی حالت کے ساتھ کیا کر رہے ہیں —— الغرض معاشرہ کی اصلاح ضروری ہے، کوئی کہتا ہے کہ فلاں راشی ہے، کوئی کہتا ہے کہ ظالم ہے، کوئی کیا اور کوئی کیا کہتا ہے، تمام معاشرتی برائیوں کو بیان کرتے رہیں مگر معاشرتی خوبیاں تو تب آئیں گی کہ اسلام آجائے اور اسلام تب آئے گا کہ تعلیم اسلام کی ہو تبلیغ اسلام کی ہو۔ اور جہاں نہ تبلیغ کے لئے کچھ ہو نہ تعلیم کے لئے تو معاشرہ درست کیسے ہو گا۔ آپ کتنے راشیوں کو پکڑیں گے۔ قوم کی قوم خراب ہو چکی ہے۔ اور معاشرتی حالت درست ہو تو معاش خود سدھر جائے گا۔

حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرو۔ غمخواری کرو۔ تو وہاں اس تعلیم کی برکت سے یہ حالت ہو گئی کہ پورے ملک میں زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا تو ہمیں معاشرہ کی اصلاح کے لئے دینی تعلیم اور تبلیغ پر بھی توجہ دینی چاہیئے۔

شاد باد و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند

تضمین بر شعر مولانا ظفر علی خانؒ۔ از مفتی رشید احمد لدھیانوی۔

★

میرے استاذ محترم حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دامت فیوضہم اپنے ابتدائی دور میں کبھی کبھار شعر گوئی کا شغل بھی کر لیتے تھے، ایک دفعہ خواب میں وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ۔ کی غیبی آواز سے بشارت علوم قرآن پاکر شعر کہنا بالکل چھوڑ دیا۔ مگر آج صبح ایک علمی تحقیق تحریر کرتے ہوئے اچانک اکابر دیوبند کی عظمت کا ایسا غلبہ ہوا کہ کچھ دیر کیلئے ان کی علمی پہنائیوں میں گم ہو گئے۔ اسی عالم ربودگی میں دیوبند کی عظمت سے متعلق مولانا ظفر علی خان مرحوم کے مشہور شعر کے مطابق دو شعر موزوں ہو گئے۔

(احتشام الحق آسیاآبادی) اشرف المدارس کراچی

شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند
تونے[1] عالم میں کیا اسلام کا جھنڈا بلند

قوتِ فکر و عمل وہ سطوت و زورِ کلام
ہے ثریا[2] بھی ترے فرزندان کے زیرِ کمند

چار سو آفاق میں ہے تیرے علم و فن کی دھاک
تیرے فرزندوں کے آگے بحر قطرہ کہہ سپند

۶ر جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ

---

[1] اس مصرعہ میں کچھ ترمیم کی گئی ہے۔ ۱۲ منہ [2] تلمیح الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لوکان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانیؒ)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی۔ ملتان

خلیفۂ ربوہ کی پیشنگوئیاں

بد شگونی کی علامت

مکرمی! السلام علیکم۔ آپکو یاد ہوگا کہ خلیفہ ربوہ مرزا ناصر احمد صاحب نے گذشتہ سال کے آغاز میں اپنے مریدوں کو سات سال کے اندر اندر" غلبۂ اسلام" کی تیاریاں مکمل کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اتنے کروڑ روپیہ جمع کرو۔ ایک لاکھ سائیکلیں اور اتنے ہزار گھوڑے مہیا کرو، غلیل بازی اور سو میل یومیہ سائیکل سواری کی مشق کرو" ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ غلبۂ اسلام کا زمانہ آگیا ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہماری جماعت کے ساری دنیا میں غالب آنے کا وقت آگیا ہے:" (الفضل ۲۶ رفروری ۷۴ء)

خلیفہ صاحب کی الہامی بشارت سے متاثر ہوکر" الفضل ربوہ" نے ۹ رمارچ ۷۴ء کو ایک تیز و تند اداریہ سپرد قلم کیا جس میں "مخالفین" کو تباہی کی دھمکی دیتے ہوئے لکھا کہ " خدا تعالیٰ نے حقیقی اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کا فیصلہ کردیا ہے " کون ہے جو خدا کے فیصلے کو بدل سکے "؟ اور یہ کہ " مخالفین اگر اپنی روش سے باز نہ آئے تو اُن کا اس انجام سے دوچار ہونا یقینی امر ہے "۔ —— خلیفہ صاحب کے سات سالہ منصوبہ کا اعلان اور مخالفین کی تباہی کی پیشنگوئی ابھی فضاؤں میں گونج رہی تھی کہ سات مہینے کے اندر اندر ربوہ اسٹیشن کا حادثہ پیش آگیا، اور اس کا نتیجہ ۷ رستمبر ۷۴ء کے فیصلے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اب خلیفہ صاحب نے قصرِ خلافت سے نیا سرکلر جاری کیا ہے کہ:

" اگلے چودہ سال کا زمانہ میرے نزدیک تربیت پہ بہت زور دینے کا زمانہ ہے۔ جس میں ہزاروں ہزار احمدیوں کو تربیت یافتہ ہونا چاہیئے۔ اور پھر اس کے بعد ہمیں غلبۂ اسلام کی صدی کا استقبال کرنا ہے پس" انصار اللہ" اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور تربیت کا پروگرام بنائیں تاکہ جب غلبۂ اسلام کی اس عالمگیر اور ہمہ گیر جدوجہد میں وسعتیں پیدا ہوں اور اس وقت ہزاروں مربیوں کی ضرورت ہو تو ہزاروں لاکھوں مربّی موجود ہوں تاکہ دنیا کو سنبھالا جاسکے"۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲ فروری ۷۵ء)

(صدی شروع ہونے میں پانچ سال باقی ہیں) خلیفہ صاحب اپنے گذشتہ سال کے غلبۂ اسلام کے اعلان کا نتیجہ آزما چکے ہیں۔ میں ارباب فکر (بالخصوص قادیانی احباب) کو اس امر کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر خلیفہ صاحب ہر سال اسی طرح غلبۂ اسلام کی پیشنگوئی فرماتے رہے اور اس کا الٹ نتیجہ نکلتا رہا، تو خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کتنے سال تک ان پیشنگوئیوں کی متحمل ہوسکے گی کیا جماعت ربوہ میں کوئی صاحب خلیفہ صاحب کو مخلصانہ مشورہ نہیں دے سکتے کہ اس قسم کے اعلانات اُن کی جماعت کے حق میں بدشگونی کی علامت ہیں۔

■■

عصری نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کا مختصر جائزہ

امجد علی شاکر۔ بصیر پور (ساہیوال)

چند ماہ سے الحق میں دینی مدارس کے نصابِ تعلیم کے بارے میں بحث چل رہی ہے۔ اس بحث میں چٹان لاہور بھی ایک حد تک شرکت کر رہا ہے مگر میرے خیال میں یہ بحث صرف دینی مدارس کے نصاب تک ہی محدود نہیں رہنی چاہیئے بلکہ دنیوی تعلیم گاہوں کے نصاب و نظام سے بھی اہلِ نظر آشنا ہو جائیں۔

دینی مدارس کے نصاب کے بارے میں تنقید و تنقیص کا مواد وہی اذہان ڈھونڈتے اور چن چن کر اکٹھا کرتے رہے جو دنیوی تعلیم گاہوں کے نصاب کے سانچے میں ڈھلے اور وہی قلم اس کے لئے وقف رہے جو سکول و کالج کی تعلیم سے تیار ہوئے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اپنے نصاب پر غور کر کے اسے تبدیل کرانے کی ساعی کرتے اور اپنے نصاب کی نگاہوں سے شہتیر ہٹاتے مگر ان لوگوں نے اپنے نصاب کی طرف سے نگاہیں بند کر کے انہیں دینی مدارس کے نصاب پر مرکوز کر دیا اور بڑی محنت و کاوش سے دینی مدارس کے نصاب کی نگاہوں کے تنکے چن چن کر الفاظ و مطالب کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کرتے رہے۔ اگر یہ لوگ اپنے نصاب کی طرف بھی ایک لمحے کے لئے غور کر لیتے تو یہی کہتے نظر آتے۔ ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

زیرِ نظر مضمون میں میں دنیوی مدارس کے نصابِ تعلیم اور طریقِ تعلیم پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے مختصر اً تبصرہ پیش کروں گا۔

<u>مقصدِ تعلیم</u> اس تعلیم کے حصول کا مقصد حصولِ علم ہرگز نہیں ہوتا۔ صرف نوکری کا حصول ہی مدِ نظر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبہ سندِ فراغت سے ڈگری کو عزیز خیال کرتے ہیں اور یہی چیز اس نصابِ تعلیم کی سب سے بڑی خامی ہے اور علم و دانش کی از حد تحقیر ہے۔ اسی بنا پر محنت و کاوش تعلیمی اداروں میں مفقود نظر آتی

ہے بلکہ منکرات میں شمار ہوتی ہے کیونکہ امتحانات میں کامیابی کے لئے محنت سے زیادہ نقل، رشوت اور دوسرے غیر آئینی ذرائع مفید خیال کئے جاتے ہیں۔

روحِ تعلیم | اس نصاب تعلیم کی تہوں میں یہ جذبہ پنہاں نہیں کہ اسی تعلیم سے ایسے لوگ تیار کئے جائیں جو صحیح معنوں میں سچے مسلمان اور شریف شہری ہوں بلکہ اس نصاب کے خالق لارڈ میکالے کے مدنظر ایسے لوگوں کا تیار کرنا مقصود تھا جو جسم و جان کے لحاظ سے تو پاکستانی ہوں لیکن ذہناً انگریزوں کے غلام ہوں جن کے ہاں اخلاق و شرافت اور صداقت و دیانت جیسی چیزیں متروکات میں شمار ہوں۔ اور وہ اپنے مقصد میں بہت حد تک کامیاب ہوا۔ اور اس نصاب سے ایسے لوگ تیار ہوئے جو ذہنی اور دماغی لحاظ سے انگریز کے ہر طرح غلام ہیں اور مغرب کی ہر طرح پیروی کرنا ان کے ہاں منجملہ عبادات تصور ہوتا ہے۔ اور مغرب کی ہر فکر اور ہر نظریہ ان کے ہاں صحائف آسمانی سے بھی بالاتر سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مغربی فیشن کی پیروی ہمارے ملک میں لازم خیال کی جاتی ہے۔ اور ہر مغربی فکر اور نظریہ کے علمبردار ہمارے ملک میں برسات کے دنوں میں مینڈکوں کی طرح عام نظر آتے ہیں۔

تربیت کا فقدان | تعلیم کا مقصد علم و فکر سے آگاہی ہی نہیں اخلاقِ حسنہ کی ترویج اور اخلاقِ شنیع سے پرہیز بھی لازمی ہے۔ مگر ہمارے ہاں کے دنیوی مدارس کی لغت سے ہی تربیت کا لفظ خارج خیال کیا جاتا ہے۔

محدود نصابِ تعلیم | ہمارے دنیوی تعلیمی اداروں کا نصاب اس حد تک محدود اور کمزور ہے کہ اس مضمون میں خصوصیت (M.A) کی ڈگری حاصل کرنے والے طالب علم کا علم بھی اس مضمون کے بارے میں قابلِ اعتبار نہیں ہوتا اور اس قسم کے لطیفے ظہور میں آتے رہتے ہیں جس طرح کسی کانوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر نے ایک مریض کا کان دیکھ کر کہہ دیا تھا۔ اُف! میں دائیں کان کا سپیشلسٹ ہوں، بائیں کان کا نہیں۔ اور مزہ یہ کہ اس وقت دایاں کان ہی دیکھ رہے تھے۔

ناقص نصابِ تعلیم | نصاب تعلیم اس قدر ناقص اور کمزور ہے کہ کورس کی کتابوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا خصوصاً ہمارے ہاں کی تاریخ کی کتابیں اہلِ اقتدار کا خوبصورت منثور قصیدہ ہو سکتی ہیں ایک پارٹی کے حق میں پرجوش تقریر ہو سکتی ہیں۔ تخیل کا ایک خوبصورت خاکہ ہو سکتی ہیں، طبع زاد افسانہ ہو سکتی ہیں تاریخ نہیں۔ یا ہم انہیں حریت پسندوں کے بارے میں کسی انگریز کی گالیوں کا مجموعہ کر سکتے ہیں، انگریزی سی۔ آئی۔ ڈی کی رپورٹ کہہ سکتے ہیں لیکن تاریخ نہیں کہہ سکتے۔ الفاظ و مطالب کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے اس پہ تاریخ کی تہمت عاید کر کے طلبہ پہ ایک ظلم عظیم کیا جاتا ہے۔

غیر عملی تعلیم | سائنس کی جو تعلیم بھی دی جاتی ہے، اس کے بارے میں طالب علم رٹا لگا کر امتحانی پرچہ

تو سیاہ کر سکتا ہے لیکن وہی بات سمجھا نہیں سکتا بیان نہیں کر سکتا ، یا اس کے مطابق عملی تجربہ کر کے دکھا نہیں سکتا جو باتیں وہ امتحان پاس ہونے کے لئے یاد کرتا ہے ۔ وہ ان کی عملی شکل سے بھی آشنا نہیں ہوتا بلکہ اساتذہ بھی ان باتوں کو عملی ہیکہ کی صورت میں نہیں جانتے ۔ اسی وجہ سے یہ تمام باتیں جلد ہی طالب علم کے ذہن سے پانی پر سے نقوش کی طرح معدوم ہو جاتی ہیں ۔

اساتذہ کی بے علمی اساتذہ جو مضمون پڑھاتے ہیں، ان کا اپنا علم بھی اس مضمون کے بارے میں قابلِ اعتماد نہیں ہوتا ۔ اور سکولوں میں تو اساتذہ کو کئی مختلف اور باہم مخالف و متضاد مضامین پڑھانے پڑھتے ہیں، نتیجۃً وہ کوئی مضمون بھی باحسن نہیں پڑھا سکتے اور لڑکے رٹا لگا کر امتحان پاس کرنے کے لئے بازار سے خلاصے حاصل کرنا زیادہ مفید سمجھتے ہیں ۔ اور اہلِ زر تو یہ تکلف بھی نہیں کرتے ۔ کیونکہ امتحان میں کامیابی کے لئے ان کی دولت بہترین ذریعہ ثابت ہوتی ہے ۔ اساتذہ کرام بچپن سے ہی طلبہ کا اردو میں تلفظ جتنا خراب کرتے ہیں الامان والحفیظ معمار کو مُعِمّار (م مضموم ع مکسور م مشدد) اَخلاق کو اِخلاق (بکسر الف) پڑھاتے عام نظر آتے ہیں ۔ اور پھر عبارت کا معاملہ تو شاید ہی کوئی طالب علم درست عبارت لکھ پاتا ہو ۔ اساتذہ خود مالی طور پر اتنے پریشان ہوتے ہیں کہ وہ اپنے علم میں ترقی سے زیادہ گریڈ میں زیادتی کے بارے میں سوچتے ہیں ۔ اور تعلیم کو وہ صرف ایک بیگار خیال کر کے وقت گزارنے کے خواہشمند نظر آتے ہیں ۔

کردار طلباء کے کردار کو سنوارنا نہ حکومت کے مدِنظر ہوتا ہے ، نہ اہلِ مدرسہ کے ۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ پوری محنت سے طلبہ کا کردار ہر قسم کی برائیوں سے آراستہ کیا جاتا ہے ۔ اگر کوئی طالب علم اپنے ماحول کی خرابی کی وجہ سے اچھے کردار کا حامل ہو تو یہ مدارس اس کے کردار میں برائیوں کے پیوند ٹانکنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں اکثر اساتذہ کا اپنا کردار ایسا ہوتا ہے جسے دیکھ اور سن کر شرافت کے ماتھے پر پسینہ آجاتے اساتذہ خود دین و مذہب اور شرافت و اخلاق سے بیگانہ ہوتے ہیں ۔ اس لئے وہ طلبہ کے کردار کو شرافت کے سانچوں میں ڈھالنے سے قاصر رہتے ہیں اسی وجہ سے علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا ۔

گلہ تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا ‌ ‌ ‌ ‌ کہاں سے آئے صدائے لا الٰہ الا اللہ

فکر طلبہ کی فکر غیر اسلامی اور غیر اخلاقی سانچوں میں ڈھالی جاتی ہے ، اور اس میں کفر و الحاد کے پیوند ٹانکے جاتے ہیں ۔ مذہب کی تحقیر اور شرافت کی تذلیل کرنے کی تربیت دی جاتی ہے ۔ اور طلبہ ان فنون میں پوری طرح اناڑی اور ماہر ہوتے رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دین و مذہب اور ملک و ملت کی تباہی کے جو سامان ہمارے دنیوی تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل طلبہ بنے گئے اور جن تباہیوں سے ہمارے ملک کو دوچار کیا ۔ یہ سب کچھ کفار بھی نہ کر سکتے تھے ۔

کوئی کافر بھی تذلیل نہ کر سکتا تھا ‌ ‌ ‌ ‌ مرحمت کی ہے یہ سومنات مسلماں نے مجھے

مقصدِ زندگی | طلبہ کا مقصدِ زندگی مال و دولت کا حصول اور جسم کی آسائش و آرائش کے تنگ دائرے میں ہی محدود ہوتا ہے۔ اور یہ فکر ہمارے تعلیمی اداروں میں پل کر جوان ہوتی ہے، حالات و وقائع اسے بڑھاتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ یہ فارغ التحصیل ہو کر بدکرداریوں کے وہ گل کھلاتے ہیں جسے دیکھ کر کفار بھی شرما جائیں، اور انتظامیہ میں شامل ہو کر رشوت بے ایمانی اور بدعنوانیوں میں ترقی کا موجب ہوتے ہیں۔

آرام طلبی | اس تعلیم میں چونکہ محنت سے زیادہ بدعنوانی اور مال و زر کام آتا ہے۔ اس لئے طلبہ میں آرام طلبی اس حد تک سرایت کر جاتی ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے۔ نصاب تعلیم کی بے دینی کی بدولت خدا سے تو پہلے ہی بیگانہ ہو جاتے ہیں بعد میں دنیا کا صنم بھی بمشکل ہی حاصل ہوتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ دورانِ تعلیم توڑ پھوڑ ان کا بہترین فن اور تعلیم کے بعد ڈگری پکڑ کر نوکری ڈھونڈھنا ان کا واحد مشغلہ ٹھہرتا ہے۔

یہ ایک طائرانہ نگاہ سے مختصر تجزیہ پیش کیا ہے غائر نظر سے دیکھنے سے اس نصاب کی تہ میں اور بھی کئی لہریں نظر آئیں گی اور اگر میں ان کے مالہٗ اور ماعلیہ پر تبصرہ کرنا چاہوں تو یہ مختصر مضمون ان تمام تفصیلات کا متحمل نہیں ہو سکتا، لہٰذا ان تمام باتوں کو کسی دوسری صحبت کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔ اور فی الحال اس مختصر جائزہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو آنسو ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

ٹنڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کام کیلئے محکمہ بی۔ اینڈ۔ آر۔ کے ٹھیکداروں سے جنہوں نے یعنی ۳۰-۶-۷۶ تک فیس (رجسٹریشن) جمع کی ہوں سر بمہر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ درخواست برائے ٹنڈر فارم مقررہ تاریخ سے پہلے زیر دستخطی کے دفتر میں دینی چاہیئے۔

نام کام	تخمینہ لاگت	زر بیعانہ	میعاد تکمیل کام	تاریخ ٹنڈر کھولنے کی
سیمنٹ کیرج از سیمنٹ فیکٹری واہ اتار داؤد خیل معہ لوڈنگ ان لوڈنگ محصول چونگی اور پی۔ ڈبلیو۔ ڈی سیمنٹ گودام نوشہرہ میں جمع کرنا برائے سال ۷۷-۱۹۷۶ء	۱۰۰,۰۰۰/-	۲,۰۰۰/-	ایک سال	۶/۷/۷۶

دیگر قواعد و ضوابط زیر دستخطی کے دفتر میں ہر روز اوقات کار میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایگزیکٹو انجینئر ہائی وے پراجیکٹ ڈویژن نوشہرہ

INF (P) - 905

سورج سے
حدت
روح افزا سے
ٹھنڈک
رُوح افزا مشروبِ مشرق
ہمدرد
۷۳
سال سے بے مثال
SHARBAT
ROOH AFZA